لاہور

دختران اسلام

ماہنامہ

جنوری 2018ء

علم میں فنا ہونا ہی علمِ صالح سے بقا حاصل کرنا ہے

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

ردائے زہرہؓ کی پاسباں

منہاج القرآن ویمن لیگ کا 29 سالہ سفر ایک جائزہ

اوائل عمر میں فیصلہ کیا کہ فلاحی کام کرنے ہیں

ڈاکٹر شاہدہ نعمانی کا انٹرویو

منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیر اہتمام

کڈز میلاد فیسٹیول کا انعقاد

تحریک منہاج القرآن کے زیر اہتمام منعقدہ تاجدار ختم نبوت کانفرنس (مینار پاکستان لاہور)

انقلابی رہنما نیلسن منڈیلا کے پوتے مانڈلا منڈیلا کا منہاج القرآن مرکزی سیکرٹریٹ کے مختلف شعبہ جات کا دورہ

خواتین میں بیداریٔ شعور و آگہی کیلئے کوشاں

ماہنامہ دخترانِ اسلام لاہور

جلد: 25 شمارہ: 1 ربیع الثانی۔ جمادی الاول ۱۴۳۹ھ / جنوری 2018ء

زیرِ سرپرستی
بیگم رفعت جبین قادری

چیف ایڈیٹر
قرۃ العین فاطمہ

ایڈیٹر
اُم حبیبہ

ڈپٹی ایڈیٹرز
نازیہ عبدالستار
ملکہ صباء

مجلس مشاورت

نوراللہ صدیقی، ڈاکٹر فوزیہ سلطانہ، ڈاکٹر نبیلہ اسحاق
ڈاکٹر شاہدہ مغل، ڈاکٹر فرخ، ڈاکٹر سعدیہ نصراللہ
مسز فریدہ سجاد، مسز فرح ناز
افنان بابر، مسز رافعہ علی

رائٹر فورم

مسز راضیہ نوید، آسیہ سیف
ہانیہ ملک، ہادیہ ثاقب، سمیعہ اسلام
مومنہ ملک، جویریہ سحرش

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم
گرافکس: عبدالسلام ـــــ فوٹوگرافی: قاضی محمود الاسلام

فہرس

اداریہ

4

فکرِ شیخ الاسلام

علم میں فنا ہونا ہی علمِ صالح سے بقا حاصل کرنا ہے — مرتبہ: نازیہ عبدالستار — 6
(شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب)

منتخب کالم

چند لمحے خود سے ہمدردی کر کے اپنی نفسیاتی معالجہ بنیں — صائمہ رشید — 10
جدید تصورِ آزادیٔ نسواں اور اسلام — ام حبیبہ — 13
ردائے زہرہؑ کی پاسبان — راضیہ نوید — 17
مولائے کائنات حضرت علیؓ — رافعہ علی قادری — 20
حضورؐ کی شان میں صحابیات کی مدح سرائی — صائمہ حسنین — 23
نیا سال (وقت انسانی مٹھی میں تھامی خشک ریت کی طرح ہے) — ڈاکٹر فوزیہ سلطانہ — 26

راہ نوردِ شوق

راہ نوردِ شوق (انٹرویو ڈاکٹر شاہدہ نعمانی) — انٹرویو پینل: ام حبیبہ، نازیہ عبدالستار — 27

گلدستہ

عابدہ قاسم — 30
منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیرِ اہتمام کڈز فیسٹیول (خصوصی رپورٹ) — 32

بدلِ اشتراک: آسٹریلیا، کینیڈا، مشرقِ بعید، امریکہ: 15 ڈالر — مشرقِ وسطیٰ، جنوب مشرقی ایشیا، یورپ، افریقہ: 12 ڈالر

ترسیلِ زر کا پتہ: منی آرڈر/ چیک/ ڈرافٹ بنام حبیب بنک لمیٹیڈ منہاج القرآن برانچ اکاؤنٹ نمبر 01970014583203 ماڈل ٹاؤن لاہور

قیمت فی شمارہ 35/- روپے

سالانہ خریداری 350/- روپے

رابطہ: ماہنامہ دخترانِ اسلام 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور
فون نمبرز: 3-042-5169111 فیکس نمبر: 042-5168184

Visit us on: www.minhajsisters.com E-mail:sisters@minhaj.org

فرمان الٰہی

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِىْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ط وَنُقِرُّ فِى الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ج وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْ م بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا ط وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ. (الحج، ۲۲:۵)

”اے لوگو! اگر تمہیں (مرنے کے بعد) جی اٹھنے میں شک ہے تو (اپنی تخلیق و ارتقاء پر غور کرو کہ) ہم نے تمہاری تخلیق (کی کیمیائی ابتداء) مٹی سے کی پھر (حیاتیاتی ابتداء) ایک تولیدی قطرہ سے پھر (رِحمِ مادر کے اندر جونک کی صورت میں) معلّق وجود سے پھر ایک (ایسے) لوتھڑے سے جو دانتوں سے چبایا ہوا لگتا ہے، جس میں بعض اعضاء کی ابتدائی تخلیق نمایاں ہو چکی ہے اور بعض (اعضاء) کی تخلیق ابھی عمل میں نہیں آئی تاکہ ہم تمہارے لیے (اپنی قدرت اور اپنے کلام کی حقانیت) ظاہر کر دیں، اور ہم جسے چاہتے ہیں رحموں میں مقررہ مدت تک ٹھہرائے رکھتے ہیں پھر ہم تمہیں بچہ بنا کر نکالتے ہیں، پھر (تمہاری پرورش کرتے ہیں) تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچ جاؤ، اور تم میں سے وہ بھی ہیں جو (جلد) وفات پا جاتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جو نہایت ناکارہ عمر تک لوٹائے جاتے ہیں تاکہ وہ (شخص یہ منظر بھی دیکھ لے کہ) سب کچھ جان لینے کے بعد (اب پھر) کچھ (بھی) نہیں جانتا، اور تو زمین کو بالکل خشک (مُردہ) دیکھتا ہے پھر جب ہم اس پر پانی برسا دیتے ہیں تو اس میں تازگی و شادابی کی جنبش آ جاتی ہے اور وہ پھولنے بڑھنے لگتی ہے اور خوشنما نباتات میں سے ہر نوع کے جوڑے اگاتی ہے

(ترجمہ عرفان القرآن)

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

نگاہِ لطف، خدا کے رسولؐ ہو جائے
کلی طلب کی کھلے، کِھل کے پھول ہو جائے

بیان کرتا رہوں نعتِ حضرتؐ والا
خدا کرے مری کاوش قبول ہو جائے

کبھی جو خواب میں آ کر نواز دیں آقاؐ
تو نعت گوئی کی قیمت وصول ہو جائے

ادب ہے شرط، شفاعت نصیب میں ہو گی
سگِ دیارِ نبیؐ سے جو بھول ہو جائے

زباں کو مدحتِ سرکارؐ میں جو ہو جنبش
تو رحمتوں کا اسی دم نزول ہو جائے

مری حیات میں اے کاش ایسا ممکن ہو
فضا سے صوتِ نبیؐ کا حصول ہو جائے

یہ مشتِ خاک مری کیمیا بنے نازشؔ
جو کاروانِ مدینہ کی دھول ہو جائے

(نازش قادری)

خواب

علامہ اقبالؒ

تری دعا سے قضا تو بدل نہیں سکتی
مگر ہے اس سے یہ ممکن کہ تو بدل جائے
تری خودی میں اگر انقلاب ہو پیدا
عجیب نہیں ہے کہ یہ چار سو بدل جائے

(ضربِ کلیم، ص۱۰۵۴)

تعبیر

قائداعظمؒ

اگر ہم دنیا کو زیادہ محفوظ، زیادہ پاکیزہ اور پرمسرت جگہ بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنی اصلاح کا کام افراد سے شروع کرنا پڑے گا۔

(بوائے سکاؤٹس سے خطاب، 22 مارچ 1947ء)

تکمیل

شیخ الاسلام مدظلہ

تعلیمات مصطفوی ﷺ کا ایک بنیادی نکتہ جسے اجاگر کرنے کی ضرورت آج پہلے سے کہیں زیادہ ہے وہ انسان کے خون کی حرمت اور اس کی عزت و آبرو کا تحفظ ہے۔ حضرت ابن ماجہؒ کی روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور ﷺ طواف کرتے ہوئے ذرا دیر کے لیے رک گئے اور خانہ کعبہ کی طرف مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے ایک مرد مومن کی عزت و حرمت اللہ کی نظر میں تجھ سے کہیں بڑھ کر ہے۔ سوچنا چاہیے کہ آج ہم تعلیمات محمدی ﷺ کی روح سے یکسر بیگانہ ہوچکے ہیں۔ ہماری زندگیوں میں کتنا تضاد پایا جاتا ہے کہ ایک طرف ہم کعبہ کی طرف منہ کرکے تعظیم و تکریم کے خیال سے تھوکتے بھی نہیں لیکن دوسری طرف ہم مسلمانوں کی عزت و آبرو اور جان و مال سے کھیلنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔

(انتخاب از ارکان اسلام شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری)

اداریہ

جنرل اسمبلی کی اکثریتی قرارداد پر عمل کیا جائے............

بیت المقدس کو اسرائیل کا دارالحکومت بنائے جانے کے فیصلہ پر عالم اسلام ،مشرق وسطی اور پوری دنیا میں اس پر شدید ردعمل سامنے آیا۔ سلامتی کونسل میں امریکی فیصلہ کے بارے میں مخالفت میں 14 ووٹ آئے اور امریکہ کو اپنے ایک ووٹ سے اسے ویٹو کرنا پڑا، جنرل اسمبلی میں ایران ،پاکستان، ترکی، یمن، مصر نے بیت المقدس کو اسرائیل کا دارالحکومت بنائے جانے کے فیصلے کے خلاف قرارداد پیش کی ،قرارداد کے حق میں 128 اور مخالفت میں صرف 7 ووٹ آئے جبکہ 35 ممالک غیر حاضر تھے، اکثریتی رائے سے یہ قرارداد منظور ہوئی۔ عالمی رائے عامہ سامنے آ چکی ،اب امریکہ کو جمہوری اقدار کی پاسداری کرتے ہوئے اس کا احترام کرنا چاہیے اور اقوام عالم کو کسی نئی آزمائش سے دو چار ہونے سے بچانا چاہیے، اگر اس موقع پر جمہوری اقدار کو نظر انداز کیا گیا تو پھر عملاً جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا نظام قائم ہو گا اور اس سے عالمی امن کو شدید خطرات لاحق ہونگے۔ پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے بھی اپنی رائے دیتے ہوئے کہا ہے کہ امریکی صدر القدس کو اسرائیل کے دارالحکومت بنائے جانے کے فیصلے پر نظر ثانی کریں، امت مسلمہ کو اس فیصلے سے سخت مایوسی ہوئی ہے۔اس سے مشرق وسطی میں قیام امن کی کوششوں کو دھچکا لگے گا۔ امت مسلمہ امریکہ سے ثالثی کے کردار کی توقع رکھتی تھی مگر یہ فیصلہ ان توقعات کے برعکس ہے۔ صرف عالم اسلام ہی نہیں دیگر اقوام نے بھی فیصلہ پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے یہ فیصلہ قیام امن کی کوششوں کے منافی ہے، اس پر نظر ثانی ناگزیر ہے۔13 دسمبر 2017ء کو او آئی سی کا ہنگامی اجلاس ترکی میں ہوا تھا جس میں تمام مسلم ممالک کے سربراہان و نمائندگان نے شرکت کی۔ اجلاس کے شرکاء نے اپنے متفقہ اعلامیہ میں اس فیصلے کو امت مسلمہ کے جذبات کے ساتھ مذاق قرار دیتے ہوئے اسے تسلیم کرنے سے انکار کیا اور فیصلہ واپس لینے پر زور دیا یعنی عالم اسلام کیساتھ ساتھ دنیا کے اہم ممالک اس فیصلے میں امریکہ کے ساتھ نہیں ہیں۔ جنرل اسمبلی کی قرارداد نے اب اس پر مہر بھی لگا دی۔ امریکی حکومت ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے فیصلے میں لچک پیدا کرے اور دنیا کو کسی نئی محاذ آرائی سے بچائے۔ یہی وہ اقدامات اور رویے ہیں کہ جن کی آڑ لے کر امن کے دشمن اپنی پرتشدد کارروائیاں شروع کر دیتے ہیں اور سادہ لوح مسلمانوں کو مذموم ایجنڈے اور مقاصد کیلئے استعمال کرتے ہیں، عالمی طاقتوں بالخصوص اقوام متحدہ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ جنرل اسمبلی کی قرارداد کی روشنی میں بین الاقوامی قوانین اور فیصلوں کی پاسداری کرتے ہوئے اس پر عمل کروائے۔ امتیازی فیصلوں اور رویوں کی وجہ سے پہلے ہی دنیا جنگ کے دہانے پر بیٹھی ہوئی ہے۔

بیت المقدس کی تاریخ دیکھیں تو اس میں کوئی شک نہیں کہ بیت المقدس یہودیوں، مسیحیوں اور مسلمانوں تینوں الہامی ادیان کے پیروکاروں کے لیے مقدس مقام کی اہمیت رکھتا ہے۔ بیت المقدس کا پرانا نام یروشلم ہے یہ عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی خدائی حکومت کے ہیں اس علاقہ کو حضرت داؤد علیہ السلام نے ۱۰۱۲ ق م میں فتح کر کے یہاں ہیکل کی تعمیر کی بنیاد رکھی۔ بعد ازاں حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکومت سنبھالتے ہی اس معبد کی تکمیل کی جو ہیکل سلیمانی کہلایا حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کے زوال کے ساتھ ہی بنی اسرائیل دوحصوں میں منقسم ہوگئے یوں ہیکل سلیمانی کی عزت میں بھی کمی آ گئی ویسے تو ہیکل سلیمانی پر کئی حملے ہوئے مگر ایران کے بادشاہ بخت نصر نے 586 ق م میں فلسطین پر حملہ کر کے ہیکل سلیمانی کو مکمل طور پر مسمار کر دیا اور بڑے پیمانے پر یہودیوں کا قتل عام کیا۔ تورات جلادی، اس وقت یہودی غلاموں کو دریائے فرات کے کنارے آباد کیا گیا انہوں نے اس بستی کا نام تل ابیب رکھا جو اسرائیل کا موجودہ دارالحکومت بھی ہے۔ بعدازاں تقریباً 539 ق م میں ایران کے پہلے کسریٰ خسرو نے یہودیوں کو واپس فلسطین جانے کی اجازت دے دی تب وہ جنوبی فلسطین میں آ کر آباد ہوئے اور ہیکل سلیمانی کی از سرنو تعمیر کی مگر یہ تعمیر بھی زیادہ عرصہ نہ قائم رہ سکی اور 70ء میں روم کے بادشاہ طیطس نے ایک مرتبہ پھر ہیکل سلیمانی مسمار کروادیا اور یہود کو فلسطین

کے جنوبی حصہ سے نکال دیا یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ فلسطین کے شمالی حصہ میں پہلے ہی عربی النسل قبائل آباد ہوچکے تھے اب جنوبی حصہ سے یہود کے انخلاء کے بعد وہاں بھی دیگر قبائل آکر آباد ہوگئے یوں فلسطین مکمل طور پر یہود سے خالی ہوگیا۔

حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں جب فلسطین فتح کیا گیا اس وقت وہاں عربی النسل قبائل آباد تھے حضرت عمر فاروقؓ نے یروشلم میں داخل ہوکر مقام الصخرہ (جہاں سے حضور اکرم براق پر سوار ہوکر معراج کی شب آسمانوں پر تشریف لے گئے تھے) دریافت کیا یہی وہ جگہ ہے جہاں آج مسجد اقصیٰ قائم ہے حضرت عمر فاروقؓ نے بیت المقدس میں کئی دن قیام کیا اور حضرت بلالؓ سے اذان دلوائی اس کے بعد کئی سو سال تک بیت المقدس مسلمانوں کے قبضہ میں رہا۔ بعد ازاں تقریباً گیارہویں صدی عیسوی میں بیت المقدس عیسائیوں کے قبضہ میں چلا گیا جسے سلطان صلاح الدین ایوبی نے 1187ء میں دوبارہ فتح کرکے صلیبوں کو اتار پھینکا یوں بیت المقدس دوبارہ مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا اور پہلی جنگ عظیم تک ترک عثمانیہ خلافت کے زیر انصرام رہا۔

تاریخ گواہ ہے کہ اس سارے عرصہ کے دوران یہود بیت المقدس کے حصول کے لیے مسلسل کوششیں کرتے رہے انہوں نے فلسطین میں اپنے کاروبار مستحکم کیے حتی کہ یہود اور مسیحی جن کی آپس میں رنجش رہی ہے جس کی وجہ سے ہولوکاسٹ کا واقعہ بھی پیش آیا جس میں بڑے پیمانے پر یہود کا قتل عام مسیحیوں کے ہاتھوں سے ہوا وہ بیت المقدس کے حصول کے لیے مسلمانوں کے خلاف یکجا ہوگئے اور بظاہر برطانیہ کے ذریعے یہود نے فلسطین میں اپنا اثر و رسوخ حاصل کرلیا 1917ء میں پہلی جنگ عظیم کے دوران بیت المقدس ایک بار پھر عیسائیوں کے قبضہ میں چلا گیا۔ اس دوران یہود 1897ء سے تحریک صیہونیت کا آغاز کرچکے تھے جس کا مقصد بیت المقدس میں دوبارہ ہیکل سلیمانی کی تعمیر اور یہود کے لیے اسرائیلی ریاست کا قیام تھا یہ امر بھی دلچسپ ہے کہ یہود کی جس دربدری کا آغاز بخت نصر نے 586 ق م میں کیا وہ آج تک قائم ہے اب تک سوائے فلسطین پر زبردستی قبضہ کرکے نام نہاد اسرائیلی ریاست کے قیام کے علاوہ پوری دنیا میں ایک بھی ملک یہود کا نہیں جہاں یہودی ریاست قائم ہو۔

نومبر 1917ء میں برطانوی حکومت کی طرف سے فلسطین میں یہود کی آبادکاری کے لیے گرین سگنل ملتے ہی یہود نے فلسطین میں تیزی سے آبادکاری کا آغاز کردیا اس کے بعد ایسے حالات پیدا کردیئے گئے کہ 1948ء میں فلسطینیوں کی رائے کے خلاف اسرائیلی ریاست کے قیام کا اعلان کردیا گیا یوں فلسطینی تب سے اس فیصلے کے خلاف برسرپیکار ہیں اور لاکھوں فلسطینی آج اسرائیل کے ہاتھوں شہید ہوچکے ہیں۔ ابھی دسمبر 2017ء میں امریکی صدر کا بیت المقدس میں سفارتخانے کو منتقل کرنے کا اعلان صرف ایک اعلان نہیں بلکہ فلسطین میں یہودی آبادکاری کے 100 ویں سال پر فلسطین کو یہود کا ملک تسلیم کرنے کا اعلان ہے۔ کیونکہ یہود اس وقت فلسطین کے 70فیصد حصہ پر قابض ہوچکے ہیں بیت المقدس کے رہائشی مسلمانوں سے ان کی شہریت چھین لی گئی ہے بلکہ لاکھوں فلسطینیوں کو ملک بدر کردیا گیا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہود کی بیت المقدس کے حصول کے لیے جنگ کی وجوہات کیا ہیں؟ پہلی وجہ یہ ہے کہ یہود کی شریعت پر مبنی کتاب تالمود کی تعلیمات کے مطابق ان کا عقیدہ یہ ہے کہ فلسطین پر آباد ہونے کا حق صرف یہود کو ہے اور وہ اس مقصد کے لیے جسے چاہیں قتل کرسکتے ہیں دوسری وجہ ان کے عقیدہ کے مطابق فلسطین ارض موعود ہے یعنی وہ زمین جس کا وعدہ اللہ نے ان کے ساتھ کیا ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ مسجد اقصیٰ کی جگہ ہیکل سلیمانی کو از سر نو تعمیر کرکے وہ دنیا پر حکمرانی کرسکتے ہیں غرض یہود ان عقائد میں اتنے پختہ ہیں کہ وہ ان کے حصول کے لیے کچھ بھی کرنے کو تیار ہیں۔ اب امریکی صدر کے بیان پر مسلمان ممالک کے ساتھ یورپی ممالک بھی مخالفت کررہے ہیں مگر نوبت یہاں تک پہنچانے کے ذمہ دار بھی یہی یورپی ممالک ہیں جو اسرائیل کے سامنے کچھ کہنے کی سکت نہیں رکھتے کیونکہ اس وقت دنیا کی معیشت پر سب زیادہ قبضہ اسرائیل کا ہے تعداد میں اسرائیلی اگرچہ بہت زیادہ نہیں مگر اپنی شاطرانہ ذہنیت سے اس وقت دنیا پر چھائے ہوئے ہیں ایسے میں اس اعلان کے خلاف احتجاج کون سنے گا؟ ہاں مسلمان ممالک اگر چاہیں تو یک زبان ہوکر اس اعلان کے خلاف ٹھوس اقدامات کرسکتے ہیں مگر اس کے لیے جرات مند قیادت کی ضرورت ہے جس سے بدقسمتی سے ہم محروم ہیں۔ (ام حبیبہ۔ ایڈیٹر دختران اسلام)

فضیلت علم وحکمت

علم میں فنا ہونا ہی علمِ صالح سے بقا حاصل کرنا ہے

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

سوال وجواب پر مشتمل تربیتی نشست۔۔۔۔ تحریر: نازیہ عبدالستار

بچے کی زندگی میں دو کردار بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ ایک والد اور دوسرا والدہ ہے۔ کبھی بچے کی زندگی میں اہم کردار والد کا ہوتا ہے اور والدہ ان کی معاون ہوتی ہے۔ بعض اوقات یہی کردار والدہ کا ہوتا ہے جس کی وجہ سے بچہ علم و اخلاق اور ادب میں ترقی کرتا ہے۔ اس لیے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جنت ماں کے قدموں تلے ہے۔ (القضاعی مسند الشہاب، ج۱، ص:۱۰۲)

اس سے مراد یہ ہے کہ ماں کا اثر بچے پر قدرتی طور پر زیادہ ہوتا ہے لیکن اثر قبول ہونے کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔ ضروری نہیں کہ والد اگر بہت بڑا عالم دین ہے تو بیٹا بھی عالم ہو ایسا بھی ہوتا ہے والد بہت بڑا عالم دین ہے مگر معاشرے کا اثر بچہ پر اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ والدین کی صالحیت اولاد میں منتقل نہیں ہوسکتی۔

تربیت کے اصول:

کسی انسان کا خود صالح ہونا، اچھا ہونا کافی نہیں بلکہ بچے میں اپنی صالحیت منتقل کرنے کے بھی کچھ اصول و ضوابط ہیں:

پہلا اصول۔۔۔ عملی نمونہ بننا:

جو کچھ آپ نے علم حاصل کیا ہے اُس کے ساتھ اپنی اولاد کو بھی آراستہ کریں اگر ایسا نہیں کریں گے تو نیکی یا علم آپ تک محدود رہ جائے گا اور آگے منتقل نہیں ہوسکے گا لہذا زندگی کا مقصد وحید یہ ہو کہ جو کچھ سیکھا ہے اپنی اولاد کو دینا ہے اور منزل تک پہنچنا ہے اس کا بہترین اثر زبان سے کہنے کا نہیں بلکہ اپنے عمل سے پیش کرنے کا ہے۔ اگر اولاد کو وہ کرنے کو کہہ رہے ہیں جو خود نہیں کرتے تو کبھی اثر نہیں ہوگا۔ اولاد کی زندگی کہنے سے نہیں بلکہ دیکھنے سے بدلتی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ .

فی الحقیقت تمہارے لیے رسول ﷺ کی ذات میں نہایت ہی حسین نمونہ (حیات) ہے۔ (الاحزاب، ۳۳:۲۱)

گویا دیکھنے سے جو زندگی بدلتی ہے وہ پڑھنے اور سننے سے نہیں بدلتی۔

دوسرا اصول۔۔۔ جہدِ مسلسل:

محنت کے بغیر زندگی نہیں بنتی آرزو ضرور رہتی ہے مگر مضبوطی نہیں آتی۔ پس محنت و تندہی کے بارے میں ڈاکٹر محمد طاہرالقادری صاحب اپنی زندگی کا حوالہ دیتے ہیں: ”میرا کالج گھر سے تقریباً ڈیڑھ سو میل کی مسافت پر تھا تقریباً بیس منٹ پیدل بس سٹاپ تک پہنچنے میں لگتے تھے اس لیے میں علی الصبح اٹھتا، فجر کی نماز سے قبل سٹاپ تک پہنچتا اور نماز وہیں ادا کرتا اور پہلی بس پر کالج جاتا، پھر سارا دن کالج میں وقت گزارتا۔ واپسی پر کھانا کھاتا، والی بال کھیلتا اور پڑھائی پر لگ جاتا۔ ابا جی قبلہ مجھے ساڑھے گیارہ بجے تک پڑھاتے، پھر سوکر

تہجد کے وقت اٹھ جاتا اس طرح جوانی میں آرام کا وقت تقریباً اڑھائی 2 گھنٹے ملتا تھا۔ ابا جی قبلہ نے علم، پرہیزگاری، نفل، عبادت گزاری اللہ سے لو، ذکر و اذکار، روحانی اور اخلاقی زندگی کا ایک رخ متعین کردیا تھا کسی کی غیبت، چغلی، مار دھاڑ، چیخنا چلانا، شکوہ شکایت اور عیب جوئی جو عام گھروں کی زندگی میں ہے ہمارے گھر میں اس کا تصور نہیں تھا۔ ان کو علم تھا کہ ان کی کاوش سے باہر کی دنیا نہیں بدل سکتی اس لیے انہوں نے اپنے گھر کو نئی دنیا دے دی جیسا کہ اہل اللہ کرتے ہیں:

''ان کا جسم بھی عام بشری ہوتا ہے مگر وہ مَن کو عرش بنالیتے ہیں۔ اپنے اندر کو مضبوط کرلیتے ہیں پھر معاشرے کے تضادات ان پر اثر انداز نہیں ہوتے''۔

ایسا ہی ابا جی قبلہ نے کیا کہ کتابیں اور لائبریری کا ماحول پیدا کردیا۔ چھٹی کے دن بڑے بڑے علماء کرام گھر آتے اور رات بھر ٹھہرتے آپ سے علم سیکھتے اور سوال پوچھتے کوئی بعد بعث الموت پر سوال کرتا، کوئی عبداللہ بن ابی کے جنازے پر کوئی قمیض پہنانے پر کوئی امام سیوطی، امام ابن قیم اور امام رازی پر بحث کرتا اس کے بعد وہ کتابیں دیکھنا چاہتے تھے کیونکہ میں نے ساری بحث سن لی ہوتی تھی۔ میں اس وقت چھوٹا بچہ تھا اور ابا جی قبلہ کے کہنے سے پہلے ہی لائبریری جاتا۔ جن جن صفحات پر بحث ہوتی جن پر انہوں نے سوال کیے ہوتے وہاں چٹیں لگا کر حوالے تیار کرکے لاتا تھا جو کتابیں بھی اٹھاتے انہیں بتاتا کہ حوالے لگا کر لایا ہوں۔

چھوٹی عمر میں ہی مجھے معلوم ہوگیا تھا کہ کسی بحث کو کتاب سے کیسے نکالنا ہے۔ فہرست کو کیسے دیکھنا ہے متعلقہ باب اور فصول تک کیسے پہنچنا ہے، عبارت کو کیسے نشان لگانا ہے، یہ کام اس وقت تک نہیں کیا جاسکتا جب تک مچھلی کی طرح نہ ہوا جائے جو ہر وقت دریا میں رہتی ہے اگر پانی سے نکال دیا جائے تو مرجائے یعنی انسان کا جینا مرنا علم ہو۔

آج کے دن تک میں کتابوں کے بغیر ایک دن نہیں گزار سکتا بلکہ ان کے بغیر سانس نہیں لے سکتا۔ ہر روز کے مطالعہ اور لکھنے پڑھنے کے ساتھ زندہ رہتا ہوں۔ اپنی زندگی علم کے شغف سے شروع کی تھی آج بھی طالب علم ہوں ابھی تک اپنے آپ کو طالب علم کے عنوان و دائرہ سے نکالا نہیں۔

اس طرح ابا جی قبلہ نے ایک کلچر، عادت طرز زندگی دے دی۔ میں نے پوری زندگی مجموعی طور پر 35,30 سال کے قریب عرصہ میں مغرب کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی ہے۔ بہت ساری کتابیں عشاء سے فجر تک جاگ کر لکھی ہیں۔

طلباء سے میری نصیحت ہے کہ جو مطالعہ کریں باوضو ہوکر شغف کے ساتھ کریں علم کو دنیاوی مقاصد کے حصول کا ذریعہ نہ بنائیں۔ جاب اور کاروبار تو ہوجائے گا یہ قدرتی چیزیں ہیں مگر جب علم حاصل کریں تو مقصد علم میں کمال تک جانا ہو، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا ہو۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''جو میری سنتوں کو زندہ کریں گے وہ میرے علماء ہوں گے''۔ (جامع ترمذی، کتاب العلم، ص۴۸، رقم: ۲۶۸۲)

علم کا مقصد یہ ہو کہ من روشن ہوجائے اگر علم کے ساتھ عمل صالح ہو تو علم نور بن جاتا ہے۔ اس نیت کے ساتھ غیر معمولی محنت کریں، موت تک علم اور عمل صالح سے رشتہ ٹوٹنے نہ دیں اگر رشتہ ٹوٹ جائے تو سمجھیں کہ روحانی موت ہوجائے گی اس طرح علم کو اپنانے سے نئی دنیا آباد ہوجائے گی پھر قرآن کا مطالعہ کرنے سے تو اللہ کی صحبت نصیب ہوتی ہے۔

کتب حدیث کے مطالعہ سے حضور ﷺ اور اتباع تابعین کی صحبت ملتی ہے۔ انسان کتاب کی صورت میں حضور غوث الاعظم اور داتا گنج بخش علی ہجویری کی صحبت میں ہوتا ہے یعنی کتاب کو اس طرح پڑھیں کہ وہ پڑھنے والے کو صاحب کتاب سے جوڑ دے۔ اتنے انہماک، یکسوئی اور ڈوب کر پڑھیں جیسے براہ راست ان سے پڑھ اور سن رہے ہیں۔ دراصل علم میں فنا ہونا ہی علم صالح سے بقا حاصل کرنا ہے۔ اس طرح کی مضبوطی سے باہر کے تضادات اپنی موت مرتے ہیں۔ انسانی شخصیت پر اثر نہیں ڈالتے۔

تیسرا اصول۔۔۔خود اعتمادی:

درج بالا چیزوں کو حاصل کرتے ہوئے اپنے اندر

خود اعتمادی پیدا کریں جو معاشرے میں ہورہا ہے اس سے مرعوب نہیں ہونا چاہئے بلکہ خود کو اتنا مضبوط کرنا ہے کہ ہزاروں نہیں تو دس بیس، دس بیس نہیں تو دوچار ہی سہی آپ کے طرز عمل کو اختیار کریں۔ موجودہ معاشرہ کفر، فسق و فجور، حرام کاری اور کرپشن کی طرف جارہا ہے بلکہ ہر چیز میں کرپشن ہے اور معاشرے کی پیروی میں بربادی ہے۔

علم نافع اور عمل صالح کے نتیجے میں اصول وضع کریں اور مضبوطی سے اس پر کاربند رہیں۔ سوسائٹی آپ کے لباس کی حدود متعین نہ کرے بلکہ اپنے علم کی روشنی میں فیصلہ کریں کہ لباس کیسا ہونا چاہئے۔ سوسائٹی ٹی وی چینل کی تقلید کررہی ہے جو انڈیا کا دیا ہوا کلچر ہے۔ اس کا کوئی قبلہ نہیں ہے یہاں تک کہ ٹی وی چینل کا لب و لہجہ بھی پاکستانی نہیں آپ کے گھروں میں سب انڈیا کا کلچر بک رہا ہے اگر اپنی حدود متعین نہ کیں تو اسی کلچر کی رو میں بہ جائیں گے اٹھنا، بیٹھنا زبان اختیار کرنے، لینے، دینے کے اصول وضع کریں۔ رواج یہ ہے کہ کھانا، پینا اور پکڑنا بائیں ہاتھ سے یہ شیطانی عمل ہے۔ یہ فیشن نہیں بلکہ بربادی ہے اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب انسان کی شخصیت کمزور ہوتی ہے جب وہ خود مضبوط ہوتا ہے تو یہ مسائل جنم نہیں لیتے۔

آپ حضور ﷺ سے متاثر ہوں جہاں سے فیض ملتا ہے کیونکہ زندہ وہی رہتا ہے جو اپنی قدروں کے ساتھ جیتا ہے۔ جس کی قدریں مرگئی وہ روحانی فکر اور کردار کے طور پر مرجاتا ہے۔ پس اپنے آپ کو مضبوط بنائیں اس یقین کے ساتھ کہ آپ کی اقدار، کلچر، تعلیم اور طور طریقہ سچ ہے۔ یہ نہ سوچیں برادری والے کیا کہیں گے بلکہ اللہ اور رسول ﷺ کے احکام پر نگاہ رکھیں اور کسی کی پرواہ نہ کریں۔ اخلاق سب کے ساتھ اچھا رکھیں لیکن اپنی زندگی کا فیصلہ خود کریں، سوسائٹی کا کلچر آپ پر حاکم نہ بنے۔

س: ہمیں ایسی سوسائٹی میں کام کرنا ہوتا ہے جو دین کا نام سننا پسند نہیں کرتے کیونکہ نام نہاد علماء نے اسلام کا چہرہ بدل کررکھ دیا ہے۔ کیا طریقہ اپنایا جائے کہ جو دین کو دہشت گرد تصور کرتے ہیں ان تک دین کا پیغام کیسے پہنچایا جائے۔

ج: اس میں تین چیزیں موثر ہیں۔

پہلی چیز: یہ ہے کہ ایک موضوع کا انتخاب کرکے اس پر بھرپور تیاری کریں۔ جتنی دیر گفتگو کرنی ہے، گھنٹہ، آدھا گھنٹہ، پندرہ منٹ، کیسٹ سن کر نوٹس تیار کریں اس کی تیاری کریں آپ کی گفتگو حکمت پر مبنی ہو۔ یہ پہلا ہتھیار ہے دوسرے کو متاثر کرنے کا۔ نام نہاد علماء اور مولویوں نے جو غلط تصور پیدا کررکھا ہے جب سامعین آپ کی گفتگو کو سنیں گے تو فرق محسوس کریں گے کہ اس کی بات ذرا مختلف ہے تو منفی اثرات خود بخود زائل ہوجائیں گے۔

دوسری چیز: آپ کا اخلاق ہے۔ ان سے ملنے جلنے کا طریقہ، بات چیت، تواضع، انکساری، عاجزی اچھا اخلاق و اطوار نمایاں جگہ کا مطالبہ نہ کرنا۔ مسکرا کر ملنا، حال احوال پوچھنا یہ سارے کام باقی علماء نہیں کرتے۔ اچھے طریقے سے ہاتھ نہیں ملاتے، گلے نہیں لگاتے، ان کے ساتھ کھل کر نہیں ملتے، نمایاں جگہ پر بیٹھنا پسند کرتے ہیں۔ ان کے چہرے پر مسکراہٹ نہیں ہوتی۔ وہ ان میں فرق رکھتے ہیں جب آپ یہ سارے فرق مٹا کر احساس دلائیں گے وہ بھی ہمارے طرح ہیں جو لوگ عزت طلب کرتے ہیں ان کو زندگی میں عزت نہیں ملتی ایسے ہی حکمران ہیں۔ لوگ مفادات کی وجہ سے، کرسی کے ڈر سے عارضی طور پر ان کی عزت کرتے ہیں مگر دل سے ان کو عزت ملتی ہے جو اعلیٰ اخلاق کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔

تیسری چیز: لالچ نہ کریں۔ خطاب کے اختتام پر کوئی آپ کو ھدیۂ پیسے دینا چاہے تو وصول نہ کریں بے نیاز رہیں۔ علم کو نہ بیچیں اگر آپ کو کچھ دے دیں تو اچھے انداز سے جو محفل کا انعقا دکرنے والے ہیں سب کے سامنے ان کو دے دیں۔ یہ نہ کہیں کہ ہم نہیں لیتے بلکہ کہیں آپ نے جو محفل کا انعقاد کیا یہ حصہ میری طرف سے لنگر میں ڈال دیں اگر سو مرتبہ بھی کہیں تو نہ لیں۔ خطاب کرنے سے نصیحت دیں لیکن اس کے عوض کچھ نہ لیں، لینا صرف کاروبار سے ہوتا ہے۔ علم، دعوت، تربیت اور نصیحت کے لئے دیتے ہیں۔ دوسروں کی آخرت سنوارنے سے مقصود اپنی آخرت سنوارنا ہے۔

ان تینوں چیزوں کا اثر ہوگا جس سے وہ دین کی

بات کو سن کر اپنائیں گے مزید یہ کہ لب و لہجہ نصیحت اور پیار پر مبنی ہو جس سے محبت و برداشت کا پیغام جائے۔

س: طالبات کے لیے مختلف تربیتی نشستوں کا اہتمام کیا جاتا ہے کہ یہ بات مشاہدہ میں آئی ہے کسی بھی تربیتی نشست کا اثر کچھ دیر رہتا ہے پھر ختم ہوجاتا ہے مہربانی فرما کر ہماری رہنمائی فرمائیں کہ ایسا کون سا راہ عمل اختیار کریں کہ طالبات تربیتی ذمہ داری سرانجام دینے کو اپنے لیے باعث اجر اور فخر محسوس کریں؟

ج: عام مسلمان زندگی میں جو بھی نیک کام کرتے ہیں اس کا اثر تھوڑی دیر رہتا ہے اس لیے کبھی پریشان نہیں ہونا چاہئے جیسا کہ آپ پانی پیتے ہیں اس سے آپ کی پیاس بجھتی ہے مگر اس کا اثر تھوڑی دیر ہی رہتا ہے۔ اگر گرم موسم ہے تو کچھ دیر کے بعد پھر پیاس لگ جائے گی۔ علاج کیا ہے کہ پھر پانی پئیں تو سارا دن وقفہ وقفہ کے ساتھ پانی پئیں ایسا پانی دنیا میں ایجاد نہیں ہوا کہ ایک بار پئیں اور اس کا اثر چوبیس گھنٹے رہے۔ پورا ہفتہ رہے اس طرح آپ کھانا کھاتی ہیں بھوک مٹ جاتی ہے چھ سات گھنٹے کے بعد پھر بھوک لگتی ہے پھر کھانا کھائیں۔ اس طرح جسمانی نظام کی طرح روحانی نظام ہے اس کی خوراک ذکر اذکار حلقات تربیتِ روحانی ہیں جس سے آپ کے اندر تازگی آتی ہے کچھ دیر کے بعد پھر بھوک و پیاس لگتی ہے، علاج پھر حلقہ ذکر کریں جس طرح لباس پہنتے ہیں گندا ہوجاتا ہے دھو کر صاف کرکے پہنتے ہیں۔ کنگھی اور کھانا پینا روز کرتے ہیں۔ ہر چیز جو روزانہ استعمال کرتے ہیں اس کا اثر کچھ دیر کے لیے رہتا ہے پھر ریفریش کرتے ہیں اس طرح روحانی عمل کے لیے اللہ نے ایک نماز نہیں بنائی کہ چوبیس گھنٹے اس کا اثر رہے اللہ نے نماز کے لیے بھی 5 وقت کھڑا کیا اس کو علم ہے اتنی دیر تک فجر کی نماز کا اثر زائل ہوجائے گا تو پھر ظہر کے بعد عصر، مغرب اور عشاء کی نماز رکھی۔ سونے سے پہلے عشاء کی نماز آگئی۔ اللہ کو یاد کرکے سوئے۔ صبح اٹھتے فجر پڑھ لیں اس کا کام بار بار یاد دلاتے رہنا ہے کہ کسی عمل میں رخنہ نہ واقع ہو۔

اپنی روحانی زندگی کو صحت مند رکھنے کے لیے کبھی نماز، حلقہ ذکر و اذکار، خطاب سنیں۔ خطاب سب چیزوں کا جامع ہے۔ تسلسل سے وقفے وقفے کے ساتھ زندگی میں جاری رکھیں کہ مرتے دم تک یہی عمل جاری رہے جیسے کوئی دن کھانے سے خالی نہیں رہ سکتا۔ اگر کھانا چھوڑ دیں تو کمزور ہوجاتے ہیں۔ جسم سے زیادہ برا حال روح کا ہوتا ہے۔ جسم اپنی دنیا میں رہتا ہے جبکہ روح پردیس میں آگئی ہے۔ پردیس میں رہ کر اس کو مسلسل خوراک نہ ملے تو وہ مرجائے گی لہذا تواتر سے اس کو خوراک دیتے رہیں تاکہ اس کا ایمان، عمل، روحانیت اور کیف تازہ رہے۔ کسی بھی کام کے لیے ہمیشہ جگہ پیدا کی جاتی ہے یہ حکمت ہوتی ہے۔ اللہ پاک نے انبیاء علیہم السلام کو علم کے ساتھ حکمت دے کر بھیجا قرآن مجید میں فرمایا:

يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ . (البقرہ، ۲: ۱۵۱)

”جو تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں (نفسًا و قلبًا) پاک صاف کرتا ہے اور تمہیں کتاب کی تعلیم دیتا ہے اور حکمت و دانائی سکھاتا ہے“۔

حکمت کو کبھی نہ چھوڑیں، گھر، فیملی، ماحول کو دیکھیں اور آہستگی سے ماحول کو بدلیں یک لخت تبدیلی نہیں آتی یعنی باپ دادا اگر غلط ہیں تو خاموش ہوجائیں یہ حکمت ہے۔ جو کرتے ہیں کرنے دیں حضور علیہ السلام کو فرمایا کہ آپ کو داروغہ بنا کر نہیں بھیجا گیا۔ باپ دادا کو ان کے برے کلام پر تنبیہ کریں گے تو وہ بے ادبی سمجھیں گے اور یہ اخلاقاً بھی درست نہیں ہے جب وہ خوشگوار موڈ میں ہوں تو کوئی بات سنادیں کہ قبلہ حضور آئے تھے تو ایسا ارشاد فرما رہے تھے۔ بات ان کے کان تک پہنچ جائے یہ نصیحت کا حکمت پر مبنی طریقہ ہے کہ انہیں ناگوار بھی نہ گزرے، اثر بھی ہوجائے۔ ایک بار کریں گے اثر نہیں ہوگا سو بار بار بھی کریں گے تب بھی اثر نہیں ہوا۔ گھبرانا نہیں ایک سو ایک بار کریں یہ حکمت ہے اس سے راستے کھلتے ہیں۔ بلاواسطہ کسی چیز سے روکیں گے تو نقصان ہوگا یہ حکمت کے خلاف ہے۔ ☆☆☆☆☆

خواتین کے مسائل، پریشانی کا خاتمہ، مثبت طرز فکر اپنانے کی افادیت

چند لمحے خود سے ہمدردی کر کے اپنی نفسیاتی معالجہ بنیں

اپنی صلاحیتوں پر بھروسہ کر کے نئی زندگی کا آغاز کریں

[illegible]

قارئین کرام! اس تحریر کو توجہ اور اس یقین کے ساتھ پڑھیں کہ علم نفسیات کوئی نیا انوکھا عجوبہ نہیں اور نہ ہی یہ مغرب کی پیداوار ہے بلکہ تخلیق آدم اور نفس انسانی کا ہمیشہ تذکرہ رہا ہے۔ نفس امارہ، نفس لوامہ، نفس مطمئنہ ہر مسلمان ان اصطلاحات سے بخوبی واقف ہے بلکہ وہ قارئین جن کا خیال ہے کہ علم نفسیات سے تعلق رکھنے والا خود پاگل ہے خدارا اس عقیدے کی اصلاح کرلیں کیونکہ قرآن پاک انسانی نفسیات بیان کرتا ہے دین اسلام قرآن کی رو سے ہمیں ضابطہ حیات، حقوق و فرائض جسمانی و روحانی امراض ان کا علاج اور احتیاطی تدابیر کی وضاحت کرتا ہے۔

آج کے اس مشینی دور میں جہاں ایجادات سہولیات کی بھرمار ہے وہاں انسان خصوصاً خواتین کے نفسیاتی مسائل میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے۔ نفسیاتی مسائل کے حوالے سے خاص بات یہ ہے کہ پیدائش سے موت تک عمر کے ہر درجے میں خواتین کے مختلف قسم کے نفسیاتی مسائل جنم لیتے ہیں جو ذہنی الجھنوں اور عدم اعتماد کا باعث بنتے ہیں لیکن اس تحریر کے مطالعہ کے بعد آپ میں سے ہر بہن اپنے تمام مسائل کا خود بہترین حل دریافت کرکے خود اپنی نفسیاتی معالج بن سکتی ہے کچھ دیر کے لیے اپنی ذات کے بارے میں سوچیں تھوڑی سی محنت کریں آپ اپنے وجود کی خوبیوں اور خامیوں کی لسٹ بنالیں ناکامیوں کے اسباب سامنے رکھیں آپ کو جواب مل جائے گا۔ اگر آپ راسخ العقیدہ مسلمان ہیں تو آپ جانتی ہیں کہ آپ کی زندگی کا مسئلہ یا محرومی فطری ہے تو پھر جب آپ کا اختیار نہیں تو پریشانی کس بات کی؟ اور اگر مسئلہ کا حل موجود ہے تو اسے حل کرنے کا صحیح راستہ اختیار کریں پھر پریشانی کس بات کی ہے؟ بحیثیت مسلمان ہمارا ایمان ہے کہ ہماری تقدیر اور انسانی اختیارات و وسائل کی اپنی اپنی الگ حیثیت ہے۔

خواتین کے مسائل:

یقیناً تمام بہنیں میری رائے سے اتفاق کریں گی کہ خواتین کے مسائل کم و بیش یہ مسائل ہیں جو ان کی زندگی کی رعنائیوں کو ختم کردیتے ہیں پھر خواتین خود کو بوجھ سمجھنے پر مجبور ہوجاتی ہیں۔ ذیل میں چند مسائل بیان کئے جارہے ہیں:

۱۔ بیٹی کی ولادت پر امتیاز برتا جاتا ہے جس سے بچی عدم اعتماد کا شکار ہوکر کھوکھلی شخصیت کی مالک بنتی ہے۔
۲۔ معاشرتی طبقے لڑکیوں کی تعلیم اور دیگر معاملات میں پابندیاں لگاتے ہیں۔
۳۔ خوبصورت اور پرکشش نظر آنا ہر خاتون کی پہلی ترجیح ہے۔ یہ بات بھی بعض اوقات اسے ڈپریشن کا شکار کردیتی ہے۔
۴۔ ذہنی تشویش ڈپریشن اعصابی تناؤ جسمانی امراض کی بھرمار
۵۔ گھریلو ذمہ داریاں، ہر رشتے کی توقعات کو پورا کرنے کی فکر
۶۔ احساس تنہائی اور اپنی ذات کے متعلق منفی سوچ ہونا بطور سزا

خودکشی کرنا

۷۔صنف نازک خودفریبی میں اپنی صلاحیتوں کو منوانے کی خاطر کون سے حربے استعمال کرے۔

۸۔عدم تحفظ کا شکار عورت شوہر اور خصوصاً بیٹے کے زیر کفالت ہونے کے باوجود پریشان

۹۔ولادت کے مراحل اور اولاد کی پرورش میں پریشانیاں

۱۰۔دوسروں کی نقطہ چینی پر ذاتی خواہشات دفن کر دینا۔

۱۱۔معاشی عدم تحفظ کا شکار زندگی سے اکتاہٹ محسوس کرنا فلاحی کاموں سے دور

۱۲۔دوسروں سے انتقامی کارروائی مکمل نہ ہونے تک دکھی رہنا۔

۱۳۔اپنی ذات کے لیے فرصت کے لمحے اور خوشیوں کا انتظار کرنا۔

پریشانی کا خاتمہ:

ذرا سی ہمت اور سوچ میں مثبت تبدیلی پلک جھپکنے میں خواتین کی زندگی کو رنگوں اور خوشیوں سے بھرسکتی ہے اگر باہمت بہنیں ارادہ کرلیں اور اپنے نقطہ نظر کی اصلاح کے ساتھ اپنے Belief system یعنی اعتقادات میں کچھ تبدیلی قبول کرکے اپنے دماغ کو وہ پیغام دیں جس سے ان کی زندگی میں انقلاب آجائے کیونکہ صحت کے لیے عضویاتی عوامل کے ساتھ نفسیاتی عوامل کا بھی دخل ہے مثلاً خواتین کا خیال ہے کہ ڈاکٹر، حکیم یا پیر صاحب کے پاس جاکر اس کا دکھ دور ہوسکتا ہے۔ معالج سے ملنے والا یہ Placebo effect اثر بہلاوا ایسے طریقے سے پیش کیا جاتا ہے جس کی کوئی حیثیت نہیں مثلاً اگر حکیم یہ کہہ دے کہ اس دوائی سے دو دن میں مرض کا یقینی خاتمہ ہوگا تو وہ خاتون اپنی سوچ اور اعتقاد کی وجہ سے دو دن میں ضرور صحت یاب ہوگی کیونکہ صحت یاب ہونے میں نفسیاتی عوامل حوصلہ دینا، خوش اخلاقی سے پیش آنا، توجہ دینا، اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اسی طرح حسین نظر آنے کے لیے Fitness کو برقرار رکھنے کے لیے جوتگ و دو کی جاتی ہے بھوکے رہنا، جم جانا اور طرح طرح کے لاکھ جتن مگر یہ حقیقت ہے کہ دنیا کی کوئی کریم رنگ گورا نہیں کرتی جبکہ ہاضمہ ٹھیک کام نہ کرے صحت بخش خوراک معدے میں داخل ہو اور دوسری بڑی حقیقت کہ دنیا کا کوئی شیمپو بال لمبے نہیں کرتا جب تک اچھی خوراک آپ کے جسم کا حصہ نہ بنے پھر حلال رزق کو خود پر حرام کرکے ڈائٹنگ کا نام دے کر خود کو سزا نہ دیں اعتدال سے سب نعمتیں استعمال کریں۔ اوٹ پٹانگ فیشن بے پردگی کبھی معاشرے میں آپ کو مقام نہیں دیں گے آپ کی شناخت آپ کا کردار، سیرت، آپ کی صلاحیتیں آپ کو بلند مقام پر لے جائیں گی۔

بدقسمتی سے مذہبی اخلاقی تعلیم کو نظر انداز کرنے پر ہم میں حسد، تکبر، بہتان تراشی، دوسروں کی ٹوہ، شک، وہم، جھوٹ، انا کا مسئلہ، دوسروں سے انتقام، کردار کشی، جیسی اخلاقی معاشرتی بیماریاں جنم لے رہی ہیں۔ قرآن کی تعلیمات کو نظر انداز کیا تو حسد دل کے امراض اور شوگر پیدا کرنے لگا۔ تکبر سے مایا لگے اکڑے کپڑے اونچی ہیل اعصابی تناؤ اور کمر درد کا باعث بننے لگی دوسروں سے خوشیاں چھین کر کوئی بہن خوش نہیں رہ سکتی اپنی سوچ بدل لیں دوسروں کو آسانیاں اور خوشیاں بانٹیں آپ کی زندگی گل وگلزار بن جائے گی آپ مستقل روحانی خوشی محسوس کریں گی۔

خالق نے تخلیق کے بعد عورت کو صنف نازک کہا مگر یہ کیا ہوا عورتیں برابری کے چکر میں خود ہی اپنے آپ پر بوجھ لادنے لگیں۔ بہنو! گھر کی ملکہ بن کر بچوں کی تربیت کرنا، گھر کے انتظامی امور، صفائی، برتن، کپڑے، مہمان نوازی، تیمار داری، یہاں کسی کے شوہر نے برابر ساتھ نہیں دیا تو پھر بلاوجہ ملازمت اور گھریلو ذمہ داریاں جمع کرکے اپنی پریشانیوں میں اضافہ کرنے کا کیا فائدہ۔

عزیز بہنو! اس حقیقت کو تسلیم کرلو کہ فطرت نے ہر انسان کو اس کے الگ پرچے کے ساتھ اس دنیا کے فرائض سونپے ہیں۔ آپ اپنی زندگی کی بجائے دوسروں کی زندگی کو اچھا سمجھ کر ویسا بننے کے چکر میں تباہی سے بچیں مثلاً اگر ثنا کے پاس دولت اور خوبصورت شوہر ہے تو وہ بے اولاد بھی ہے۔ اگر حنا کے پاس شوہر اور بیٹے ہیں تو مالی تنگی بھی ہے۔ اگر ہما کے پاس شوہر

اولاد اور دولت ہے مگر وہ کینسر کی مریضہ ہے صحت نہیں ہے۔ خوشحال وہی رہے گی جو ہر ہر حال میں مطمئن اور اللہ کی شکر گزار رہے گی دوسرے کے پرچے کی نقل کرنے سے نہ کامیابی ملتی ہے نہ ہی خوشی۔

تقدیر پر ایمان ایک بہت بڑی نعمت ہے دلی آسودگی یہاں سے ملتی ہے جو آپ کا نصیب ہے وہ آپ کو مل کر رہے گا دنیا کی کوئی طاقت آپ سے وہ چھین نہیں سکتی مثلاً صحت زندگی اور جو محرومی ہے وہ پوری دنیا بھی زور لگا لے وہ آپ کو دے نہیں سکتی مثلاً بینائی، گردے ناکارہ ہونا کسی عضو کا کٹ جانا اسی طرح اسلام نے زندگی کی ہر الجھن کا حل بھی بیان کیا ہے بیٹی بیوی ماں کی حیثیت سے جائیداد کی وراثت متعین کردی ہے اب اگر شوہر ماں بہن پر بھی خرچ کرتا ہے تو جھگڑا کس بات کا بیوی کا 1/8 حصہ شوہر کی کمائی سے اس کو تو مل رہا ہے وہ باقی حصے ہضم کرنے کے چکر میں اپنے حصے کو بھی انجوائے نہیں کرپاتی ہر عورت یہ کیوں چاہتی ہے کہ اس کا شوہر اس سے محبت کرے دلجوئی کرے ہر فرمائش پوری کرے مگر اسی عورت کا بھائی اپنی بیوی پر نہ خرچ کرے نہ اسے وقت دے۔ ایک مرد ایک وقت میں دونوں رول کیسے ادا کرے نتیجہ نہ بیوی خوش نہ بہن نہ ماں ورنہ ہمارے معاشرتی نظام میں ایک مرد کفالت کرتا ہے ایک خاندان کی جہاں بیٹی، بیوی، بہن، ماں اور اولاد کے ساتھ دیگر رشتوں کو نبھانے اور احترام کرنے کا نظام رائج ہے پھر مرد کی بھی اپنی ذات دوست وغیرہ ہیں۔

مثبت طرز فکر:

صرف ایک سوچ کی تبدیلی سے ایک حصہ منتخب کرکے زندگی گذار سکتی ہیں:

U can be strongly mental (منفی سوچ)

U can be mentaly strong (مثبت سوچ)

U can break your self (منفی سوچ)

U can make your self (مثبت سوچ)

U can have hopless end (منفی سوچ)

U can have endless hope (مثبت سوچ)

یہ سلسلہ آپ کے مسائل حل کے ساتھ جاری رہے گا۔ خوشیاں ایک قدم دور آپ کی منتظر ہیں۔ صرف نئی سوچ کے ساتھ پہلا قدم مشکل ہے حقائق کو خندہ پیشانی سے قبول کرلیں۔ تمام قسم کے مسائل کا حل ہمارے خوبصورت دین اسلام میں ہے۔ مذہب سے دوری ذہنی جسمانی صحت کے بگاڑ کا باعث ہے۔ اگر آج کے مشینی دور میں غور کریں ہر مشین کے ساتھ ایک انجینئر اور کتابچہ ملتا ہے جو اس مشین کا صحیح استعمال اور استفادے کا بہترین طریقہ بتاتا ہے بدقسمتی سے ہم مسلمان فراموش کر بیٹھے کہ انسانوں کے خالق نے ہمیں نہ صرف پیدا کیا بلکہ ہمارے لیے نبی اور قرآن بطور انجینئر اور کتابچہ بھیجا۔ ہم نبی اور قرآن کے احکام کے مطابق الٹ چل رہے ہیں تو ہمارا جسم اور ذہن بیمار رہنے لگا ہے۔

جو غم ماضی کا حصہ ہے وہ اب دوبارہ نہیں ہونے والا اس لیے اپنی صلاحیتوں پر بھروسہ کرکے نئی زندگی کا آغاز کریں۔ آج کے دن کی ناکامی محرومی کو آج ہی دفن کرکے اگلی صبح نئے جذبے نئی سوچ قوت ارادی سے مشن پر ڈٹ کر کامیاب زندگی کا آغاز کریں۔ آپ کی اکتاہٹ اس لیے ہے کہ آپ رفاہی کاموں میں دلچسپی نہیں لیتے۔ اپنے عزیزوں کی فہرست بنا کر ان کے مسائل کی لسٹ بنائیں آپ کی ہمدردی کے چند بول ان کی زندگی میں رنگ بھردیں گے۔ اسی طرح آپ کے ذہن میں روشن خیال آئیں گے۔

تقدیر پر ایمان ایک بہت بڑی نعمت ہے دلی آسودگی یہاں سے ملتی ہے جو آپ کا نصیب ہے وہ آپ کو مل کر رہے گا دنیا کی کوئی طاقت آپ سے وہ چھین نہیں سکتی

خواتین اپنے نفسیاتی مسائل تحریر کریں تاکہ ان کے مسائل کے حل میں دوسروں کو بھی راہنمائی ملے۔

☆☆☆☆☆

آزادیٔ نسواں کی تاریخ

جدید تصورِ آزادیٔ نسواں اور اسلام

تحریک منہاج القرآن نے ویمن امپاورمنٹ کیلئے انقلابی اقدامات کیے

ایم ڈبلیو ایل اور وائس خواتین کی تعلیم اور دادرسی کے باوقار فورم ہیں

تحریر: اُم حبیبہ

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات پیدا کیا اور تمام مخلوقات میں اُسے احسن تقویم بنایا پھر اس کی رشد و ہدایت کیلئے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء معبوث فرمائے اور انہیں جو تعلیمات دیں ان میں ہر فرد چاہے وہ عورت ہو یا مرد اس کے حقوق متعین کیے اور انہیں حقوق میں سے ایک حق آزادی کا دیا۔ جہاں مردوں کو آزادی کا حق دیا وہاں یہ حق عورتوں کو بھی دیا مگر اس حق کی کچھ حدود و قیود بھی رکھیں تا کہ حقوق میں توازن پیدا ہو سکے۔ آزادی ہر جاندار کا فطری حق ہے یعنی کوئی ذی روح اپنے ارادوں کو جس طرح چاہے پورا کرے اس پر کوئی دباؤ یا پابندی نہ ہو لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا ناممکنات میں ہے۔ اگرچہ انسان کو آزادی کا حق حاصل ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ دوسرے انسانوں کی آزادی پر دست درازی نہ کرے کیونکہ آزادی صرف اُسی صورت برقرار رہ سکتی ہے جب دوسروں کی آزادی کو مجروح نہ کیا جائے۔ مغربی مفکرین کے نزدیک آزادی یہی ہے کہ ایک قوم اپنے ملک اور نسل کے زعما کے بنائے ہوئے قوانین کا اتباع کرے۔ سابقہ تاریخ کے تجربات سے واضح ہے کہ انسان اپنا واضح قانون بنانے سے قاصر ہے اس لیے اللہ کو حاکمِ اعلیٰ سمجھنے سے انسان اللہ کے بنائے ہوئے قوانین پر چلتا ہے جن کا حکم دیا گیا یہی انسان کی آزادی ہے۔ فطری آزادی کے ساتھ ساتھ آزادی کا ایک مفہوم غیروں سے آزاد ہونا اور ایک قوم کی حیثیت سے خود اپنے ملک میں آزاد ہونا بھی ہے۔ آج آزادی نسواں کا نعرہ زبان زد عام ہے ہزاروں کی تعداد میں این جی اوز مساوات مرد و زن کا نعرہ لے کر عورت کو حقوق دلانے کے لئے مصروف عمل ہیں اگر ہم پاکستانی معاشرہ کو بھی دیکھیں تو جو تصویر مغربی میڈیا دکھاتا ہے اُسے دیکھ کر لگتا ہے کہ اسلام کے نام پر بننے والا ملک شاید عورت کو تحفظ اور مساویانہ حقوق دینے میں ناکام ہے اس سوچ کو بڑھاوا پھر ہمارے ملک میں رہنے والے اُن لوگوں نے دیا جو اس ملک میں رہتے ہوئے بیرونی طاقتوں کے آلہ کار ہیں۔ اب چاہے وہ میڈیا پر بیٹھ کر اس سوچ کو ہوا دے رہے ہوں یا عورت کی آزادی کے نام پر بننے والی نام نہاد تنظیمیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے عورت کے حقوق کا جو تصور دیا اسکی نظیر آج عورت کے حقوق کے علمبردار مغرب کی تاریخ میں دور دور تک نہیں ملتی۔ آزادی نسواں کا نعرہ کیسے بلند ہوا اور اس نے کیسے ارتقائی منازل طے کیں یہ جاننے کے لیے تاریخ پر نظر دوڑانا ہوگی۔

آزادی نسواں کی اصطلاح کا باقاعدہ استعمال:

اس اصطلاح کا باقاعدہ استعمال اٹھارویں صدی عیسوی میں ہوا

> اگرچہ انسان کو آزادی کا حق حاصل ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ دوسرے انسانوں کی آزادی پر دست درازی نہ کرے کیونکہ آزادی صرف اُسی صورت برقرار رہ سکتی ہے جب دوسروں کی آزادی کو مجروح نہ کیا جائے۔

جب یورپ کے فلاسفرز اور اہل علم نے فرد کے حقوق کیلئے معاشرہ کے خلاف آواز بلند کی اور شخصی آزادی کا نعرہ لگایا اور ان کے معماروں نے ظلم و استحصال پر مبنی نظام کو توڑ کر ایک نیا نظام بنانے کیلئے جدید نظریات پیش کئے جس کے نتیجے میں انقلاب فرانس رونما ہوا اور فرد کو آزادی حاصل ہوئی اور مرد کے ساتھ ساتھ عورت کو بھی معاشرتی حقوق دیئے گئے۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اُس وقت یہ نعرہ خواتین کی طرف سے نہیں بلکہ مردوں کی طرف سے لگایا گیا جس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اُس وقت مرد بھی بنیادی انسانی حقوق سے مستفید نہیں ہو رہے تھے بہرحال انقلاب فرانس کے بعد عورت کو مکمل تو نہیں مگر جزوی حقوق حاصل ہو گئے پھر جب اُسی کارخانوں میں مرد مزدوروں کی کمی کے باعث ملازمت کے لئے باہر نکلنا پڑا تو اب وہ ایک نئی دنیا سے متعارف ہوئی جس نے اُسے باقاعدہ اپنے حقوق کی جنگ کے لئے آمادہ کیا یہاں سے حقوق نسواں کی تحریک کا باقاعدہ آغاز ہوا۔

ایسے میں سب سے پہلے جس خاتون نے اپنی کتاب میں عورتوں کے حقوق کے لئے آواز بلند کی اُسکا نام میری وولسٹن کرافٹ تھا جسکا ذکر انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا میں یوں کیا گیا ہے:

The first Feminist manifesto was Mary Wollenstonecraft's vindication of the rights of women (1792)

(Encyclopedia of Britannica, (1768) V:30, Page, 912)

مگر یہ کتاب اپنے ہم عصر لوگوں کو متاثر نہ کر سکی اس کے بعد جو کتاب انگلینڈ میں آزادی نسواں کا سرکاری نصاب بنی وہ جان سٹورٹ مل کی کتاب تھی انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا کے مطابق:۔

The book that became as it were the official text of the feminist movement in England was John Stuart Mill's subjection of Women, Published two generations later in 1869.

مِل اپنی کتاب میں لکھتا ہے:۔ میرے لیے کسی ایسے شخص کو جو کہتے ہیں عورت کی مساوات کے سوال پر مجھ سے اتفاق کرتا ہے یقین دلانے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی مجھے یقین ہے کہ باقی معاملات میں عورت کی معذوری اس لیے قائم ہے تا کہ گھریلو زندگی میں اس کی محکومی قائم رہے مرد عام طور پر سے کسی برابر کے شخص کے ساتھ زندگی گزارنا برداشت نہیں کر سکتے اگر یہ بات نہ ہو تو تقریباً ہر شخص سیاست، معیشت کی موجودہ صورتحال کا لحاظ کرتے ہوئے یہ بات تسلیم کرے گا کہ انسانیت کے آدھے کو تمام اونچے معاشرتی فرائض سے خارج کرنا بے انصافی ہے صرف پیدائش کی بنا پر یہ حکم لگا دینا کہ وہ ایسے کاموں کیلئے نااہل ہیں یا اہل نہیں ہو سکتیں، جو قانوناً بیوقوف اور گھٹیا مردوں کیلئے کھلے ہیں، یا اگر وہ اہل بھی ہیں تب بھی ان کے خلاف ممانعت صرف اس لیے ہوتا کہ یہ سب مردوں کیلئے فائدے کیلئے مخصوص رہیں، کہاں کا انصاف ہے۔ پچھلی دو صدیوں میں عورتوں پر پابندیوں کے جواز میں ان کا عورت ہونا ہی کافی سمجھا جاتا ہے۔ (مِل، شیروانی ۱۹۹۱ء، ص:۳۹)

اس منشور سے عورتوں کو اپنی تحریک کے لئے مزید تحرک ملا اور یہ تحریک ارتقائی منازل طے کرتے ہوئے عورتوں کے حقوق کی دوڑ سے آگے نکل گئی۔ پہلے نعرہ مساوات مرد وزن اور بعدازاں ارتقائی منازل طے کرتی دور حاضر کے آزادی نسواں کے تصور تک جا پہنچی اس تحریک نے درج ذیل ارتقائی منازل طے کیں:

تحریک حقوق نسواں کے ادوار:

i۔ پہلا دور وہ ہے جسے حقوق نسواں کی تحریک کا ابتدائی دور Early Women rights movement کہا جاتا ہے۔ جو انقلاب فرانس کے بعد شروع ہوا۔

ii۔ دوسرا دور وہ ہے جسے خواتین کی سفریجی تحریک کا نام دیا جاتا ہے یہ 1890ء تا 1925ء کا دور ہے۔

iii۔ تیسرا دور جدید دور ''تحریک نسواں کا دور جدید'' کہلاتا ہے یہ دور بیسویں صدی کے آخر میں شروع ہوا اور تا حال جاری ہے۔

پہلے دو ادوار خواتین کے بنیادی حقوق کی جدوجہد سے متعلق تھے

مگر تیسرے دور میں جو کہ عصر حاضر تک آ پہنچتا ہے اس میں حقوق نسواں کی اس تحریک کو آزادی نسواں کی تحریک میں بدل دیا گیا۔اسکا منشور مردوں کے برابر حقوق کی بجائے مردوں سے اظہار نفرت تک جا پہنچا اس کا اندازہ اُن عالمی کانفرنسز کے ایجنڈا سے لگایا جا سکتا ہے جو خواتین کے حقوق کی جدوجہد کے نام پر منعقد کی گئیں۔چند اہم کانفرنسز درج ذیل ہیں:

خواتین کی عالمی کانفرنسز کا انعقاد:

1)میکسیکو کانفرنس:

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے 1975ء کے سال کو عالمی خواتین کا سال قرار دیا اور 1975ء میں میکسیکو شہر میں خواتین کی عالمی کانفرنس کا انعقاد کیا گیا اس کانفرنس میں 133 ممالک کے وفود نے شرکت کی جن میں 113 وفود کی سربراہان خواتین تھیں اس کانفرنس کے قیام کا مقصد عورتوں کی ترقی اور حقوق کی بحالی کی طرف عالمی دنیا کی توجہ مبذول کروانا تھا اس کانفرنس میں خواتین کے حقوق مثلاً تعلیم، طبی سہولیات کی فراہمی، سیاست میں عورتوں کی شرکت جیسے مطالبات پیش کیے گئے۔

2)کوپن ہیگن کانفرنس:

یہ کانفرنس کوپن ہیگن میں 1980ء میں منعقد ہوئی یہ بنیادی طور پر میکسیکو کانفرنس میں تیار کردہ عالمی لائحہ عمل کے جائزہ کیلئے منعقد کی گئی۔جس میں تقریباً 145 ممالک کے وفود نے شرکت کی۔

3)نیروبی کانفرنس:

یہ کانفرنس خواتین کے حقوق کیلئے منعقد کی جانے والی تیسری بڑی کانفرنس تھی جو کہ 1985ء میں نیروبی میں منعقد کی گئی۔ اس کانفرنس میں مختلف نمبر سرکاری تنظیموں سے تعلق رکھنے والے تقریباً 15000 افراد نے شرکت کی جسکا مقصد ان تنظیموں کے ذریعے خواتین کے حقوق کے فروغ کے لئے سیمینار، لیکچرز، ورکشاپس کا انعقاد کرنا تھا۔

4)بیجنگ کانفرنس:

یہ کانفرنس 15 ستمبر 1995ء کو بیجنگ میں منعقد کی گئی اس کانفرنس میں تقریباً 30000 خواتین نے شرکت کی۔ اس کانفرنس میں بنیادی تبدیلی یہ دیکھنے میں آئی کہ عورتوں کے مسائل سے توجہ ہٹا کر عورتوں اور مردوں میں مساوات کے نظریے پر توجہ مرکوز کی گئی نیز یہ بھی تسلیم کیا کہ معاشرے کے پورے ڈھانچے اور اس میں عورتوں اور مردوں کے تعلقات کا دوبارہ جائزہ لیا جائے کیونکہ تشکیل نو کے ذریعے ہی عورت کو مکمل اختیارات مل سکتے ہیں۔

5)بیجنگ پلس فائیو کانفرنس:

اقوام متحدہ کے زیر اہتمام چین کے شہر بیجنگ میں خواتین کی چوتھی عالمی کانفرنس منعقد ہوئی تھی اب تقریباً 5 سال بعد نیویارک میں بیجنگ +5 کانفرنس ہو رہی ہے جو کہ 5 تا 9 جون 2000ء میں منعقد کی گئی۔

اس کانفرنس کو درج ذیل عنوان دیا گیا۔

Women 2000 :Gender Equality, Development and Peace in the Twenty First Century.

اس کانفرنس نے عورت کے حقوق کی جنگ کو مادر پدر آزادی میں بدلنے میں اہم کردار ادا کیا اس کانفرنس کی درج ذیل سفارشات منظر عام پر آئیں۔

1) خاتون خانہ کو گھریلو ذمہ داریوں اور تولیدی خدمات پر باقاعدہ معاوضہ دیا جائے۔

2) ازدواجی عصمت دری پر قانون سازی اور فیملی کورٹس کے ذریعے مردوں کو سزا دلوائی جائے۔

آج Women empowerment کا چرچا ہر طرف سننے کو ملتا ہے اگر یہ کہا جائے کہ پاکستانی معاشرے میں ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے 27 سال قبل ہی Women Empowerment کی بنیاد منہاج القرآن ویمن لیگ کے قیام کے ساتھ رکھ دی تو بے جا نہ ہوگا۔

3) ممبر ممالک میں جنسی تعلیم پر زور دیا جائے۔
4) اسقاط حمل کو عورت کا حق قرار دیا جائے۔
(www.un.org/women watch/dpi/2035/may2000-/)

اس میں کوئی شک نہیں کہ قدیم مغربی معاشرہ میں عورت کے ساتھ جو ناروا سلوک روا رکھا گیا اُس تناظر میں اُسکی حقوق کی جنگ نہ صرف جائز بلکہ اُسکا بنیادی حق تھا کہ اُسے معاشرتی ،معاشی ،سماجی ،سیاسی حقوق حاصل ہوتے مگر درج بالا سفارشات میں عورت کو عائلی نظام سے ہی نکالنے کی کوشش کی گئی پھر مسلمان عورت جو پہلے ہی مغربی عورت کے مقابلے میں اسلام کے دیئے گئے حقوق سے فیضیاب ہو رہی تھی وہ بھی آزادی نسواں کے اس منشور کا حصہ بن گئی مذکورہ بالا کانفرنس میں مسلمان خواتین نے بھی شرکت کی حالانکہ مسلمان خاتون کی جنگ اسلام کے دیئے گئے تمام حقوق کو نافذ العمل بنانے کی ہونی چاہئے تھی کہ بدقسمتی سے اسلام نے عورت کو جو حقوق دیئے مسلم ممالک کی حکومتیں اُن حقوق سے مستفید ہونے کے لئے موثر پالیسیز نہ بناسکے یہی وجہ ہے کہ مسلمان عورت بھی جزوی طور پر مغربی تصور آزادی نسواں کی ہم خیال بن گئی۔

آج اگر ہم پاکستانی معاشرہ کو دیکھیں تو تصور مساوات مردو زن سے متعلق دو طبقات چھائے ہوئے نظر آتے ہیں ایک طبقہ عورت کو اُن بنیادی انسانی حقوق کی فراہمی کی تائید تو کرتا ہے جو اسلام نے اسے دیئے مگر وہ عورت کے مرد کے شانہ بشانہ کام کرنے کی مخالفت کرتا ہے۔ جبکہ دوسرا طبقہ معاشرے میں ظلم وستم کا شکار عورت کو مادر پدر آزاد کردینا چاہتا ہے یہ افراط وتفریط معاشرے کے بگاڑ کا باعث بن رہا تھا ایسے میں ضرورت اس امر کی تھی کہ خواتین کی نمائندہ کوئی ایسی تنظیم وجود میں آئے جو عورت کے استحکام کو متوازن انداز میں لے کر چلے جو مظلوم ومحکوم عورت کو بیرونی فنڈنگ پر چلنے والی تنظیموں کا آلہ کار بننے سے بچاسکے اس ضرورت کے پیش نظر تحریک منہاج القرآن کے بانی وسرپرست اعلیٰ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے 1988ء میں منہاج القرآن کی بنیاد رکھی۔ امسال منہاج القرآن ویمن لیگ اپنا 29 واں یوم تاسیس منارہی ہے یہ 29 سالہ تاریخ ساز دور صحیح معنوں میں اسلام کے عورت کے حوالے سے متوازن رویہ کا امین نظر آتا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے جس دور میں ویمن لیگ کی بنیاد رکھی اس وقت پاکستانی معاشرے میں عورت کے مرد کے برابر کام کرنے کا تصور نہ تھا جس پر انہیں تنقید کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ آج Women empowerment کا چرچا ہر طرف سننے کو ملتا ہے اگر یہ کہا جائے کہ پاکستانی معاشرے میں ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے 29 سال قبل ہی Women Empowerment کی بنیاد منہاج القرآن ویمن لیگ کے قیام کے ساتھ رکھ دی تو بے جا نہ ہوگا۔ آج منہاج القرآن ویمن لیگ کا ذیلی شعبہ Woice بھی وجود میں آچکا ہے جو معاشرے میں خواتین کے مقام کو اسلام کی حقیقی روح کے مطابق مستحکم بنانے میں مصروف عمل ہے۔

Woice معاشرے میں ظلم وستم کا شکار خواتین کی مناسب دادرسی کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی نفسیاتی مسائل کے حل کے لیے مختلف سیشنز کا انعقاد بھی کرتی ہے۔ اس وقت کی اہم ضرورت یہ ہے کہ عورت اسلام کی تعلیمات سے روشناس ہوکر پھر اپنے حقوق کی جنگ لڑے تاکہ کوئی فرد اسے حقوق کے نام پر بھٹکا نہ سکے۔

☆☆☆☆☆

اظہار تعزیت

گذشتہ ماہ محترمہ شازیہ بٹ (پروفیسر منہاج یونیورسٹی) کی والدہ محترمہ اور محترمہ عابدہ پروین (مرید کے لائف ممبر) ایک ایکسیڈنٹ میں قضائے الٰہی سے انتقال فرماگئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

منہاج القرآن ویمن لیگ کا 29 سالہ سفر، ایک جائزہ

ڈاکٹر محمد طاہر القادری واحد شخصیت ہیں جنہوں نے خواتین کی مساوی، سماجی حیثیت اجاگر کی

ویمن لیگ نے خواتین اور بچوں میں علمی تربیتی شعور کو اجاگر کرنے کیلئے گراں قدر خدمات انجام دیں

تحریر: راضیہ نوید

ہمارے معاشرے میں خواتین کے حوالے سے ہمیشہ سے دو طبقے موجود رہے ہیں ایک طبقہ خواتین کی بے لگام آزادی کا قائل ہے جس نے اسے بازار کی زینت ایک ڈیکوریشن پیس اور مرد کے مقابل کھڑا کرنے کے لئے مشین بنا کر رکھ دیا ہے جبکہ دوسرے طبقے نے چادر اور چار دیواری کے تقدس کا راگ الاپتے ہوئے عورت کو گھر میں قید کرکے عضو معطل بنادیا جس کا کام صرف گھر سنبھالنا، بچے پیدا کرنا، ان کی تربیت اور شوہر کی خدمت ٹھہرا۔ گویا اس طبقے نے آبادی کے پچاس فی صد سے زائد حصے کو معاشرے سے کاٹ کر گھر تک محدود کرنے کی کوشش کی اور ملکی ترقی کی جدوجہد میں خواتین کے کردار سے ہی انکار کردیا۔ یقیناً یہ دونوں طبقات افراط وتفریط کا شکار ہوئے اور ان کی سوچ وعمل کے درمیان فاصلے نے معاشرے میں نہ صرف نئے سوالات کو جنم دیا بلکہ لبرل ازم کے مقابل روائتی اسلام کے پیروکاروں پرتنقید کرنے لگے اور یہی روش روائتی اسلام کے قائلین نے بھی اختیار کرلی جس سے ایک عام خاتون اپنے کردار، اہمیت اور معاشرے میں ضرورت کے حوالے سے تشکیک وابہام کا شکار ہوئی۔

ضرورت اس امر کی تھی کہ ان دو طبقات کے درمیان دوری، نفرت، غلط فہمی اور تشکیک کو دور کرنے کے لئے اسلام کی حقیقی تعلیمات کو اجاگر کیا جائے جو عورت کے مقام، مرتبہ، اہمیت اور کردار کو واضح کرسکیں اور ایک ایسا عملی نمونہ پورے معاشرے کے سامنے پیش کرسکیں جو ہر طبقے سے تعلق رکھنے والی خواتین کے لئے لائق تقلید ہو۔ 1980ء کی دہائی میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اس کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے منہاج القرآن ویمن لیگ کی عملی طور پر بنیاد رکھی اور اپنے گھر سے اس کام کا آغاز کیا۔ اپنی زوجہ محترمہ رفعت جبیں قادری کے زیر سرپرستی خواتین کی ٹیم تشکیل دے کر اس جدوجہد کو شروع کیا۔

منہاج القرآن ویمن لیگ کے انتیس (29) سالہ سفر پر ایک طائرانہ نگاہ دوڑائی جائے تو ہمیں معاشرے میں اس کا کثیرالجہتی کردار نظر آتا ہے۔ ویمن لیگ ازواج مطہرات، صحابیات اور بنات پاک اور خصوصاً شہزادی سرکار دو جہاں ﷺ سیدہ فاطمۃ الزہراؑ کی ردائے تطہیر کی خیرات سمیٹتے اور بانٹتے نظر آتی ہے۔ منہاج القرآن ویمن لیگ کے بانی قائد اور روح رواں قائد انقلاب ایک طرف خواتین اور بیٹیوں کو گھریلو ماحول کو خوشگوار بنانے، والدین کی فرمانبرداری، شوہر کی خدمت گزاری اور اولاد کی تعلیم و تربیت کی ترغیب دیتے نظر آتے ہیں تو دوسری طرف ان گھریلو ذمہ داریوں کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ علاقائی اور ملکی سطح پر عورت کے کردار کی اہمیت اور ضرورت کو بھی اجاگر کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ منہاج

القرآن ویمن لیگ کی خواتین ہر میدان میں اپنا کردار ادا کرتے نظر آتی ہیں۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ منہاج القرآن ویمن لیگ کی خواتین نے حقیقی اسلامی خاتون ہونے کا حق المقدور حق ادا کیا ہے اور اس کی چیدہ چیدہ مثالیں درج ذیل ہیں:

۱۔ اگر عہد نبوی ﷺ اور عہد صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا جائزہ لیا جائے تو صحابیاتؓ میں سے حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت صفیہؓ، حضرت فاطمۃ الزہراءؓ، حضرت زینبؓ، حضرت ام عمارہؓ، حضرت اسماءؓ الغرض ایک طویل فہرست ہے جو تجارت کے میدان سے لے کر علم کے میدان تک، میدان جنگ میں پانی پلانے اور مرہم پٹی کرنے کی خدمت سے لے کر اسیران کربلا کے قافلے کی قیادت کرنے تک، مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کی ممبر ہونے سے سفیر کی ذمہ داری ادا کرنے تک اور اسی طرح بازار کے انتظام و انصرام کی نگرانی کرنے تک معاشرے میں اپنا کردار ادا کرتے نظر آتی ہے۔ بنیادی طور پر منہاج القرآن ویمن لیگ صحابیاتؓ کے کردار کی امین ہے اور دور جدید کے تقاضوں کے مطابق خواتین کو نہ صرف رہنمائی فراہم کررہی ہے بلکہ انہیں باقاعدہ پلیٹ فارم بھی مہیا کررہی ہے۔

۲۔ 1980ء کی دہائی میں جہاں روایت پسند اسلامی طبقہ عورت کو چار دیواری تک محدود کرنے کا قائل تھا تو ایسے میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے مردوں کے شانہ بشانہ عورت کے کردار کو واضح کیا۔ مینار پاکستان لاہور میں ہر سال منعقد ہونے والی عالمی میلاد کانفرنس میں خواتین کی ایک کثیر تعداد شریک ہوتی ہے اور ہر سال تعداد میں اضافہ ہورہا ہے۔ کوئی اور جماعت خواتین کی اتنی کثیر تعداد کی شمولیت کا دعویٰ نہیں کرسکتی اور خواتین کی طرف سے انتظامات کی نگرانی بھی منہاج القرآن ویمن لیگ خود کرتی ہے۔ 2017ء کی تاجدار ختم نبوت کانفرنس کی زینت بننے والے مہمان خصوصی مانڈلا منڈیلا جو عظیم انقلابی قائد نیلسن منڈیلا کے پوتے ہیں اور جنوبی افریقہ سے تشریف لائے، انہوں نے بھی خواتین کی اس بھرپور اور فقیدالمثال شرکت کو خوب سراہا۔ بالخصوص ملک بھر اور بالعموم دنیا بھر میں منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیر اہتمام محافل میلاد کا انعقاد اپنی مثال آپ ہے جن میں نہ صرف عشق مصطفیٰ ﷺ کی شمعیں روشن کی جاتی ہیں بلکہ آپ ﷺ سے عہد وفاداری کی تجدید بھی کی جاتی ہے۔

۳۔ دنیا بھر میں ویمن لیگ کے زیر اہتمام حلقات درود و فکر، تربیتی نشستوں کا اہتمام، آئیں دین سیکھیں کورسز، اسلامک لرننگ کورس، نعت و خطابت کورس، الہدایہ کیمپس وغیرہ کے ذریعے خواتین کی دینی، اخلاقی اور روحانی تربیت کا بندوبست کیا جاتا ہے تاکہ وہ معاشرے کی مفید شہری بن سکیں۔

۴۔ منہاج القرآن ویمن لیگ صرف مذہبی میدان میں ہی نہیں بلکہ فلاحی منصوبہ جات میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہے۔ ہر سال منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے تحت سینکڑوں بے سہارا، غریب اور مستحق بچیوں کی شادیوں کا پروقار اہتمام کیا جاتا ہے جس میں ویمن لیگ بھرپور کردار ادا کرتی ہے۔ WOICE کے زیر انتظام خود کارکفالت کے منصوبہ شروع کئے جاتے ہیں تاکہ ہر فرد اپنا بوجھ خود اٹھانے کے قابل ہوسکے، غریب خاندانوں کے لیے راشن کا انتظام، خواتین کے حقوق کے لئے ورکشاپس اور سیمینارز، بے سہارا اور لاوارثوں بے کسوں کے لیے بیت الزہراء کا قیام ویمن لیگ کا ہی طرہ امتیاز ہے۔

۵۔ منہاج القرآن ویمن لیگ کی اساس ''علم'' ہے لہذا شرعی اور عصری علوم سے ہم آہنگ تعلیمات کے فروغ کے لیے منہاج کالج برائے خواتین کا قیام اپنی مثال آپ ہے۔ یہاں روایتی طریقہ تعلیم سے ہٹ کر جدید طرز تعلیم کو اختیار کیا گیا تاکہ طالبات جدید فکر اور اسلامی تعلیمات سے لیس ہوکر معاشرے کا مفید فرد بن سکیں۔

۶۔ ویمن لیگ کا طرہ امتیاز ہے اور شیخ الاسلام کی فکر اور نظر کی وسعت کہ CWC ہو یا CEC، تحریک منہاج القرآن کا کوئی بھی فورم اور مرکزی کور کمیٹی، ہر سطح پر خواتین کو بھرپور نمائندگی دی جاتی ہے اور ان کی آراء و تجاویز کو خوش

آمدید کہا جاتا ہے۔

۷۔ فرید ملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے زیر اہتمام کتب کی تالیف اور تصنیف کا کام کیا جاتا ہے۔ مردوں کی ایک قابل ٹیم کے ساتھ ساتھ خواتین سکالرز کی ٹیم بھی یہ ذمہ داری ادا کررہی ہے اور بہت سی کتب ان کی محنت سے طبع ہوچکی ہیں۔

۸۔ ویمن لیگ نے ہر سطح کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے الیکٹرانک میڈیا پر اسلامی، فلاحی، معاشی، معاشرتی، علمی، سیاسی الغرض ہر شعبہ حیات پر گفتگو، اظہار خیال اور عوام کی رہنمائی کے لئے خواتین سکالرز تیار کی ہیں اور وقتاً فوقتاً مذہبی اور سیاسی پروگرامز میں حصہ لے کر اپنا نقطہ نظر پیش کرتی رہتی ہیں۔

۹۔ مرد اور عورت ایک گاڑی کے دو پہیے ہیں، چاہے یہ گاڑی گھر کی ہو یا ملک کی اسی ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے شیخ الاسلام نے ملکی اور سیاسی میدان میں عورت کو بھرپور حصہ دینے کی جدوجہد کی۔ 23 دسمبر 2012ء میں مینار پاکستان پر فقیدالمثال جلسہ ہوا جنوری 2013ء میں خون منجمند کرنے والی سردی میں الیکشن ریفارمز کے لیے دیئے گئے دھرنے میں شرکت، 17 جون 2014ء کو حق کی خاطر ڈٹ جانا اور اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنے کا لمحہ یا پھر اگست 2014ء میں محاصرہ کی اذیت اور ستر دنوں کا اعصاب شکن دھرنا اور اس کے بعد کی جدوجہد کسی بھی مرحلے اور موقع پر خواتین پیچھے نہیں ہٹیں بلکہ اپنے قائد کے سنگ اور زیر قیادت آگے بڑھتی چلی گئیں اور ابھی یہ سفر جاری ہے۔

۱۰۔ منہاج القرآن ویمن لیگ جہاں خواتین میں شعور و آگہی کے لیے سرگرم عمل ہے وہاں انہوں نے بچوں کے لیے ایگرز کے نام سے ایک فورم بنایا ہے جس میں بچوں کی اخلاقی تربیت کے لیے مختلف پروگرامز، ایکٹویٹیز ترتیب دی جاتی ہیں کیونکہ آج کے بچے کل کا مستقبل ہیں اگر ان کی صحیح نہج پر اصلاح کردی جائے تو آنے والے دنوں کے لیے مفید شہری بن سکتے ہیں۔ اس فورم میں بچوں کو نعت، قرآن، تقریری کے ساتھ دعائیں سکھائی جاتی ہیں۔ عشق رسول ﷺ کے ساتھ اسلامی تاریخ سے بھی روشناس کروایا جاتا ہے۔

۱۱۔ یہ حقیقت ہے کہ دین اسلام کی تاریخ عورت کے کردار کے بغیر نامکمل ہے۔ آغاز اسلام سے ہی تبلیغ و اشاعت دین میں خواتین کا کردار مردوں سے کسی طور پر بھی کم نہیں ہر محاذ پر خواتین نے ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ انسان کی زندگی میں روحانی ترقی کے لیے اللہ تعالیٰ نے پورے سال میں ایک مہینہ ایسا رکھا ہے کہ وہ اپنی اصلاح کرسکے۔ اس مہینے میں 10 دن ایسے رکھے کہ وہ اللہ کا قرب حاصل کرسکے۔

ڈاکٹر طاہرالقادری دراصل روح کے معالج ہیں جس کے لیے وہ ماہ رمضان میں ایک عظیم الشان روحانی اجتماع کا منعقد کرواتے ہیں جو حرمین شریفین کے بعد دوسرا بڑا عالمی اجتماع ہے یہاں مردوں کے ساتھ خواتین کے لیے بھی الگ مسنون اعتکاف کا بندوبست کیا جاتا ہے۔اس میں کثیر تعداد میں خواتین کی روحانی بالیدگی کے لیے تربیتی لیکچر کا انتظام کیا جاتا ہے جس سے وہ اپنے من کی دنیا کو روشن کرتی ہیں۔ ان تمام معاملات کا انتظام و انصرام منہاج القرآن ویمن لیگ کرتی ہے۔

۱۲۔ موجودہ زمانے میں اپنا پیغام گھر گھر تک پہنچانے کے لیے سب سے اہم ذریعہ ٹیلی ویژن ہے۔ منہاج القرآن ویمن باپردہ رہ کر اس میدان میں اپنا کردار احسن طور پر ادا کررہی ہیں۔ الغرض منہاج القرآن ویمن لیگ نے کونسا ایسا شعبہ ہے جس میں اپنے کارہائے نمایاں انجام نہ دیئے ہوں۔

منہاج القرآن ویمن لیگ کی ہمہ جہت جدوجہد کی مثل کوئی اور مثال پیش کرنا مشکل ہے۔ ہمارا فخر ہے کہ ہم ایسے قائد کی قیادت میں مصطفوی انقلاب کے لیے گامزن سفر ہیں جنہیں اللہ رب العزت کی بارگاہ سے اخلاق محمدیہ ﷺ کی خیرات نصیب ہوئی ہے۔ ویمن لیگ کے یوم تاسیس کے موقع پر ہمیں تجدید عہد کی ضرورت ہے کہ ان شاء اللہ العزیز! ہم دعوت الی اللہ، دعوت الی الرسول، دعوت الی القرآن، اتحاد امت کی دعوت اور غلبہ دین حق کا فریضہ سرانجام دیتی رہیں گی اور دنیا کی کوئی طاقت ہمیں اس سے نہ روک سکے۔☆☆☆☆☆

مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم

”حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں علم کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے“

آپؓ اسلام کے علوم و معارف کے سرچشمے سے پوری طرح سیراب تھے

تحریر
رابعہ علی قادری

نام و کنیت: خلیفہ چہارم، خلیفہ برحق وزوج بتول حضرت علی بن ابی طالبؓ کا نام مبارک علی، کنیت ابوالحسن اور ابوتراب ہے۔

ولادت: آپؓ حضور نبی کریم ﷺ کے چچا ابوطالب کے فرزند ہیں۔ عام الفیل کے تیس برس بعد جب کہ حضور اکرم ﷺ کی عمر مبارک تیس برس تھی جمعہ کے دن آپ خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے۔ آپؓ کی والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ بنت اسدؓ ہے۔

قبول اسلام: آپ نجیب الطرفین ہاشمی تھے آپ نے اپنے بچپن میں ہی اسلام قبول کرلیا تھا اور حضور اکرم ﷺ کے زیر تربیت ہروقت آپ ﷺ کی امداد و نصرت میں لگے رہتے تھے۔

حلیہ مبارک: آپ کا قد درمیانہ، رنگ گندم گوں، آنکھیں بڑی بڑی، چہرہ پُر رونق و خوبصورت، سینہ چوڑا اور اس پر بال تھے۔ تمام بدن گھٹا ہوا۔

حضرت علیؓ کا علمی مقام: حضرت علیؓ کو بچپن ہی سے درسگاہ نبوت میں تعلیم و تربیت حاصل کرنے کا موقع ملا جس کا سلسلہ ہمیشہ قائم رہا۔ مسند امام احمد میں خود مولا علیؓ سے روایت ہے:

”میں روزانہ صبح معمولاً آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا“۔ (النسائی، السنن، ۳:۱۲، رقم:۱۲۱۲)

آپ تمام صحابہ کرام میں غیر معمولی تجربہ اور فضل و کمال کے مالک تھے اور حضور نبی اکرم ﷺ نے آپ کے لیے خصوصی شان بیان فرمائی کہ

انا مدینة العلم وعلی بابها.

(حاکم المستدرک، ۳:۱۳۷، رقم:۴۶۳۸)

”میں علم کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں“۔

مقام و مرتبہ: مدینہ کے سب سے بڑے قاضی حضرت علیؓ تھے۔ حضرت سعید بن جبیرؓ، حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت علیؓ سے کوئی بات ثابت ہوجاتی تو ہم کسی دوسرے کی جانب رجوع نہ کرتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں سب سے زیادہ مہربان ابوبکر، دین الٰہی میں سب سے زیادہ شدید عمر، سب سے زیادہ حیا والے عثمان اور سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے علی ہیں۔

(ابن عساکر، تاریخ دمشق الکبیر، ۶۴:۴۱)

سخاوت: جودوسخا میں فرق یہ ہے کہ سخی وہ ہوتا ہے جو خود بھی کھائے اور دوسروں کو بھی کھلائے اور جواد وہ ہے جو خود نہ کھائے بلکہ دوسروں کو بغیر کسی غرض و عوض کے کھلائے اور بخیل وہ ہے جو نہ خود کھائے اور نہ دوسروں کو کھلائے۔ جواد حقیقی حق سبحانہ کی صفت ہے جو بغیر کسی غرض و عوض کے مخلوقات کو نوازتا ہے اور پھر اللہ کی عطا سے اس کائنات کے سب سے بڑے جواد رسول اکرم ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنی اس

صفت جوادیت سے اپنے تمام صحابہ کرام کو نوازا ہے۔ مولائے کائنات حضرت علیؓ کی جود وسخا کے ضمن میں قرآن مجید میں اللہ پاک نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی:

اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ بِالَّيۡلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً. (البقرہ، ۲: ۲۷۴)

''جو لوگ (اللہ کی راہ میں) شب و روز اپنے مال پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں''۔

يُوۡفُوۡنَ بِالنَّذۡرِ وَيَخَافُوۡنَ يَوۡمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسۡتَطِيۡرًا. وَ يُطۡعِمُوۡنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسۡكِيۡنًا وَّيَتِيۡمًا وَّاَسِيۡرًا.

''(یہ بندگانِ خاص وہ ہیں) جو (اپنی) نذریں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی سختی خوب پھیل جانے والی ہے۔ اور (اپنا) کھانا اللہ کی محبت میں (خود اس کی طلب و حاجت ہونے کے باوُجود ایثاراً) محتاج کو اور یتیم کو اور قیدی کو کھلا دیتے ہیں''۔ (الدھر، ۷۶: ۷،۸)

مہمان نوازی: ایک دن امیر المومنین حضرت علیؓ رونے لگے تو لوگوں نے دریافت کیا آپ کیوں رو رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس لیے رو رہا ہوں کہ سات دن سے کوئی مہمان میرے گھر نہیں آیا۔

شجاعت و بہادری: شجاعت میں آپ کی ذات گرامی بے مثل تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو باروئے خیبر شکن، پنجہ شیر افگن عطا فرمایا۔ بارگاہ نبوت سے آپ کو اسد اللہ کا لقب عطا ہوا۔ غزوہ بدر، غزوہ احد غزوہ خندق، غزوہ خیبر سے شہادت تک قدم قدم پر آپ نے فقید المثال شجاعت کا مظاہرہ کیا۔

اقوال مولا علیؓ: آپ کے اقوال روشنی کے وہ مینار ہیں جن پر عمل کر کے آدمی جہالت کے اندھیروں سے نکل کر ہدایت کا نور حاصل کر لیتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

۱۔ انسان کا خود پسندی میں مبتلا ہو جانا خود اپنی عقل سے حسد کرنا ہے۔

۲۔ تکلیف سے چشم پوشی کرو ورنہ کبھی خوش نہیں رہ سکتے۔

۳۔ جس درخت کی لکڑی نرم ہو اس کی شاخیں گھنی ہوتی ہیں۔ (لہٰذا انسان کو نرم دل ہونا چاہیئے)

۴۔ مخالفت صحیح و درست رائے کو بھی برباد کر دیتی ہے۔

۵۔ عورتوں کی اچھی عادتیں مردوں کی بدترین صفتیں ہیں جیسے اترانا، بزدلی، کنجوسی، جب عورتیں اتراتی ہوتو وہ اپنے اوپر کسی کو قابو نہیں حاصل کرنے دیتی اور جب کنجوس ہو تو اپنا اور شوہر کا مال بچاتی ہیں اور جب بزدل ہوتی ہے تو ہر آنے والی مصیبت (عزت و ناموس سے ڈرتی ہے)۔

۶۔ صدقے سے رزق بڑھاؤ۔ جسے عوض کے ملنے کا یقین ہو وہ عطیہ دینے میں دریا دلی دکھاتا ہے۔

۷۔ نماز ہر متقی کے لیے وسیلہ تقرب ہے اور حج ہر کمزور کے لیے جہاد ہے ہر شے کی ایک زکوٰۃ ہوتی ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے۔ عورت کا جہاد شوہر کے ساتھ بہترین برتاؤ ہے۔

۸۔ جو میانہ روی سے کام لے گا وہ محتاج نہ ہوگا۔

۹۔ انسان اپنی زبان کے نیچے چھپا رہتا ہے۔

۱۰۔ سب سے بھاری وہ گناہ ہے جسے مرتکب کرنے والا ہلکا سمجھے۔

شہادت: 17 رمضان المبارک 40 ہجری کو حضرت علیؓ نماز فجر کے لیے گھر سے تشریف لے گئے راستے میں آپ لوگوں کو نماز کے لیے آواز دے دے کر جگاتے جاتے تھے کہ اتنے میں ازلی بدبخت خارجی ابن ملجم سے سامنا ہوا اور اس نے اچانک آپ پر تلوار کا ایک بھرپور وار کیا وہ اتنا شدید تھا کہ آپ کی پیشانی مبارک کنپٹی تک کٹ گئی۔ اتنی دیر میں چاروں طرف سے لوگ دوڑ پڑے اور قاتل کو پکڑ لیا۔ زخم بہت کاری تھا آپ جمعہ و ہفتہ تک بقید حیات رہے مگر اتوار کی شب آپ کی روح پاک بارگاہ اقدس کی طرف پرواز کر گئی۔ حضرت امام حسن حضرت امام حسین اور حضرت عبداللہ بن جعفر نے آپ کو غسل دیا اور حضرت امام حسنؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

روضہ مبارک: آپؓ نجف اشرف (عراق) میں مدفون ہیں۔

کسے رامیر نہ شد ایں سعاد
بکعبہ ولادت بمسجد شہادت

☆☆☆☆☆

حضور ﷺ کی شان میں صحابیات کی مدح سرائی

نعت سرورِ کونین ﷺ سیرتِ طیبہ کے بیان کا باوقار ذریعہ ہے

تحریر: صائمہ حسین لیکچرر منہاج کالج برائے خواتین

نعت گوئی ایک عظیم شیوہ ہے اور قربت رسول ﷺ کا موثر ذریعہ ہے۔ ذکر عظمت مصطفیٰ ﷺ میں نعت کا لغوی مفہوم درج ذیل ہے:

ا۔ لسان العرب:

''لسان العرب میں ابن منظور افریقی نے نعت کا معنی کسی ذات کا اپنی جنس کی دیگر انواع سے افضل ہونا لکھا ہے''۔ (ابن منظور افریقی (س ن)، ص ۳۹۵۶)

۲۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ:

''اردو اور فارسی میں آنحضرت ﷺ کی تعریف و توصیف کے بارے میں اشعار کو نعت کہا جاتا ہے جو عربی میں مستعمل نہیں عربی میں ایسے کلام کو مدح کہا جاتا ہے''۔

۳۔ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام:

''حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس سے مسلمانوں کو جو محبت و عقیدت اور شیفتگی رہی ہے انہوں نے جس طرح آپ ﷺ کے سوانح، حالات، ارشادات، فرمودات، حلیہ و شمائل، اخلاق، عبادات اور معجزات کو محفوظ کر دیا وہ تاریخ عالم کا حیرت انگیز واقعہ ہے فارسی اور اردو میں حضور نبی اکرم ﷺ کی تعریف اور توصیف کو نعت کہا جاتا ہے''۔

(قاسم محمود، ۲۰۱۳)، ص ۱۵۲۵)

نعت کیا ہے؟ نعت عربی لفظ ہے۔ نعت اور حمد دونوں کے لغوی معنی قریب قریب ایک ہی جیسے ہیں یعنی تعریف و توصیف لیکن ان لفظوں کا استعمال عموماً صرف دو ہستیوں کے ساتھ ہی خاص کیا جاتا ہے یعنی حمد کا لفظ مخصوص ہے ذات باری تعالیٰ کی توصیف و ثنا سے اور نعت کا لفظ حضور سرور کائنات احمد مجتبیٰ ﷺ کی ذات اقدس اور آپ کی صفات عالیہ کے بیان کے لیے۔ (قمر عینی، س ن، ص ۷)

اسی طرح راغب مراد آبادی نعت کی تعریف بڑے حسین انداز میں اس طرح بیان کرتے ہیں:

نعت کیا ہے؟ سرور عالم کی سیرت کا بیان، نعت کیا ہے؟ آپ ﷺ کے لطف و محبت کا بیان، نعت کیا ہے؟ مصلح انسان کے اوصاف جمیل، نعت کیا ہے؟ مومنانہ فکر کی روشن دلیل، نعت کیا ہے؟ کیف حب سرور دنیا و دیں، نعت کیا ہے؟ لازوال اک دولت حسن یقین، نعت کیا ہے؟ مرسَل و مرسِل میں فرق و امتیاز، نعت کیا ہے؟ جادہ و منزل میں فرق و امتیاز، نعت کیا ہے؟ ذکر و کردار محمد مصطفیٰ ﷺ، نعت کیا ہے؟ حسن گفتار محمد مصطفیٰ ﷺ، نعت کیا ہے؟ گلشن افکار ختم المرسلین، نعت کیا ہے؟ راہ ہستی میں سراج السالکین، نعت کیا ہے؟ شمع سبحان الذی اسری کی ہے، نعت کیا ہے؟ چاندنی اس ناقہ اقصیٰ کی ہے، نعت کیا ہے؟ داستان فاتح بدر و حنین، نعت کیا ہے؟ نکہت زلف امام القبلتین نعت کیا ہے؟ اتباع حضرت حسان ہے، نعت کیا ہے؟ موج کیف سورۃ رحمٰن ہے۔

جو اصول شرع کا پابند رہ سکتا نہیں
وہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی نعت کہہ سکتا نہیں

(راغب مراد آبادی، ۱۹۹۳ء، ص۱۳۴)

غرض نعت محبت رسول ﷺ کو بڑھانے اور رسالت مصطفیٰ ﷺ کے اقرار کا اہم پل ہے ایسا پل جو انسانیت کی حضور ﷺ سے محبت کے جذبات کو بڑھاتا ہے اور خدمت دین پر اکساتا ہے۔ نعت گوئی اور نعت خوانی محبت الٰہی کے حصول کا ایک اہم وسیلہ ہے۔ نعت لکھنا اور پڑھنا دونوں حسنات میں سے ہے کیونکہ نعت خوانی سنت ایزدی باری تعالیٰ ہے۔ نعت سب سے پہلے خدائے لم یزل نے کہی۔ خود رب کائنات نے، خالق ارض و سما اور مالک بحر و بر نے مصحف عظیم میں رحمۃ للعالمین کی مدح سرائی کی ہے جس کا ثبوت قرآن مجید کی متعدد آیات فراہم کرتی ہیں۔

آیات:

۱۔ آپ ﷺ کی شان رحمۃ للعالمینی کو درج ذیل آیت میں بیان فرمایا:

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ.

''اور (اے رسولِ محتشم!) ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر''۔ (الانبیاء، ۲۱:۱۰۷)

۲۔ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی شان بطریق نعت یوں بیان فرمائی:

یٰسٓ. وَالۡقُرۡاٰنِ الۡحَکِیۡمِ. اِنَّکَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ. (یسین، ۳۶: ۱،۳)

''یا سین (حقیقی معنی اللہ اور رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں)۔ حکمت سے معمور قرآن کی قسم۔ بے شک آپ ضرور رسولوں میں سے ہیں''۔

۳۔ آپ ﷺ کے خلق عظیم کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا:

وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ. (القلم، ۶۸:۴)

''اور بے شک آپ عظیم الشان خلق پر قائم ہیں (یعنی آدابِ قرآنی سے مزّین اور اَخلاقِ الٰہیہ سے متّصف ہیں)''۔

یہ ذکر عظمت مصطفیٰ دیکھ کر یوں لگتا ہے بلکہ یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ سارا دین ہی نعت مصطفیٰ ﷺ ہے۔ جب ام المومنین سیدہ عائشہؓ سے رسول اکرم ﷺ کے خلق عظیم کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

کان خلقه القرآن. (کہ حضور اکرم ﷺ کا خلق عظیم قرآن ہے)

رب کائنات کی اسی سنت کے پیش نظر اور قرآن فہمی کے اس وصف کی بدولت حضور ﷺ کے صحابہ کرامؓ نے بھی حضور ﷺ کی شان اقدس میں نعتیہ اشعار قلمبند فرمائے اور ابتدائے اسلام سے ہی یہ دیکھنے کو ملتا ہے۔ صحابیات نے بھی صحابہ کرامؓ کے شانہ بشانہ مل کر اسلام کی سربلندی کے لیے اپنے تن من دھن کی قربانیاں فراہم کیں۔ عہد رسالتمآب ﷺ میں جہاد میں بھی صحابہ کے ساتھ ساتھ زخمیوں کا خیال رکھا۔ انہیں مرہم پٹی لگائی، پیاسوں کے لیے پانی بھر بھر کر لاتی رہیں تعلیم و تدریس کے میدان میں دیکھا جائے تو احادیث روایت کرنے میں صحابہ کے ساتھ ساتھ صحابیات بھی احادیث نبویہ روایت کرتے دکھائی دیتی ہیں۔ اس طرح صحابیات نے بصد اصرار جمعرات کا دن عورتوں کی تعلیم کے لیے مختص کروایا تاکہ براہ راست فیض یاب ہوں حضور ﷺ کی مدح سرائی میں جہاں صحابہ کرامؓ کے نام ملتے ہیں وہاں یہ امر بھی کافی دلچسپ ہے کہ صحابیات بھی اس سلسلہ میں پیچھے نہ رہیں بلکہ وہ بھی حضور ﷺ کی مدح سرائی کرتی دکھائی دیتی ہیں۔ ذیل میں ان کے نعتیہ اشعار پیش کئے جاتے ہیں۔

۱۔حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب
۲۔حضرت عاتکہ بنت عبدالمطلب
۳۔مدینہ کی بچیوں کا خیر مقدمی گیت

۱۔ **حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب** حضور ﷺ کی پھوپھی تھیں۔ آپ نے بارگاہ رسالت میں چند اشعار کہے ہیں واضح ہو کہ حضرت عبدالمطلب کی آٹھ بیٹیاں تھیں اور سب کی سب برجستہ شعر کہنے والی تھیں۔ حضرت صفیہ کے اس قصیدے میں اس زمانے کی سادگی اظہار غم اور زبان ترکیب میں یک رنگی ملتی ہے۔

اِلَّا یَارَسُولَ اللّٰهِ کُنۡتَ رَجَاءَنَا
وَکُنۡتَ بِنَا بَرًّا وَلَمۡ تَکُ جَافِیًا
وَکُنۡتَ بِنَا رُؤُوفًا رَحِیۡمًا نَبِیۡنَا
لیبک عَلَیۡکَ الۡیَوۡمَ مَنۡ کَانَ بَاکِیًا

یارسول اللہ آپ ہماری امیدوں کا آسرا ہیں۔ آپ ہمارے لیے رہنما ہیں اور ہم آپ سے بے وفائی کرنے والے نہیں ہیں۔ آپ ہمارے لیے ہم پر بہت زیادہ مہربانی کرنے والے اور رحم کرنے والے ہیں۔ میں آپ کی خدمت میں آج

روتے ہوئے حاضر ہوں۔

۲۔ حضرت عاتکہ بنت عبدالمطلب رسول اکرم ﷺ کی دوسری پھوپھی ہیں۔ آپ نے بھی رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں مرثیہ کے چند اشعار کہے ہیں۔ برجستہ کہے گئے اشعار میں عقیدت کی روانی اور جذبات کا بہاؤ دیکھئے ان اشعار میں اس زمانے کی سادگی اور اظہار کا پہلو بہت نمایاں ہیں۔

اعینی جوادا بالدموع السواجم
علی المصطفٰی بالنور من آل ھاشمی
علی المصطفٰی بالحق والنور والھدی
والرشد بعد المندیات العظائم

(شہزاد احمد، ۲۰۱۶ء، ص۴)

کیا میری آنکھ سخی بنی ہوئی ہے۔ اس سخی کے پیچھے اور آنسو بہارہی ہے۔ حضور ﷺ جو کہ آل ہاشم کے نور ہیں اور وہ مصطفٰی جس کو اللہ تعالیٰ نے حق نور اور ہدایت کے ساتھ بھیجا اور رشد و ہدایت کے لیے بھیجا تاریکی کو مٹانے والا۔

۳۔ ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق نے مدینہ کی بچیوں کے خیر مقدمی گیت کو اولیت کا درجہ دیا ہے وہ کہتے ہیں:

عربی نعت میں ہم سب سے پہلے مدینہ کی بچیوں کا وہ گیت پیش کرتے ہیں جونہایت معصوم انداز میں رسول کریم ﷺ کے مدینہ میں استقبال کے موقع پر گایا گیا۔

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا مادعی للہ داع
ایھا المبعوث فینا جئت بالامر المطاع

''چاند ہم پر طلوع ہوا ودع کی پہاڑیوں سے ہم پر شکر کرنا لازم ہوا جب تک اللہ کی طرف بلانے والے بلائے آپ تشریف لائے ہمارے درمیان (اللہ کے حکم سے آپ آئے کہ آپ کو حکم دیا گیا''۔

ان اشعار میں بیان کی گئی سادگی کے ساتھ خلوص اور محبت کی فراوانی پائی جاتی ہے۔ رسول کریم ﷺ کو بدر سے تشبیہ دی گئی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکر کا اظہار ہے کہ اس نے انہیں ہدایت سے نوازا اور ساتھ ہی اطاعت رسول کے عزم کا بیان بھی سادہ اور پر عظمت ہے۔

۴۔ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ کی گلیوں سے گزرے تو چند لڑکیاں دف بجا رہی تھیں اور گا کر کہہ رہی تھیں۔

نحن جوار من بنی النجار
یا حبذا محمد من جار

ہم بنو نجار کی بچیاں کتنی خوش نصیب ہیں کہ محمد مصطفٰی ﷺ (جیسی ہستی) ہماری پڑوسی ہے۔

تو حضور ﷺ نے (ان کی نعت سن کر) فرمایا (اللہ خوب جانتا ہے کہ میں بھی تم سے بے حد محبت رکھتا ہوں۔ (رواہ ابونعیم و ابویعلیٰ والنسائی) (سنن، ماجہ، کتاب النکاح، باب الغناء والدق، ۱۸۹۹ء، ۱/۶۱۲)

حضرت عائشہ صدیقہؓ کے اشعار:

متی بیدو فی الدجی البھیم جبینہ
یلح مثل مصباح الدجی المتوقد

اندھیری رات میں ان کی پیشانی نظر آتی ہے تو اس طرح چمکتی ہے جیسے روشن چراغ۔

فمن کان اومن قد یکون کاحمد
نظام لحق او نکال لملحد

احمد مجتبیٰ کے جیسا کون تھا اور کون ہوگا حق کا نظام قائم کرنے والا ملحدوں کو سراپا عزت بنادیتا ہے۔

حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کے اشعار:

ماذا علی من شم تربۃ احمد
الایشم مدی الزمان عنوالیا

جس نے ایک مرتبہ بھی خاک پائے احمد مجتبیٰ سونگھ لیا تعجب کیا ہے اگر وہ ساری عمر کوئی اور خوشبو نہ سونگھے۔ بلاشبہ حضور اکرم ﷺ کی مدح سرائی مومنین کی روح کی غذا ہے اور بہت خوش نصیب ہوتے ہیں وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی ثناء خوانی کے لیے چن لیتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں بھی اپنے محبوب کی مدح سرائی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆

نیا سال

وقت انسانی مٹھی میں تھامی خشک ریت کی طرح ہے

ماضی، مستقبل کے حساب کی تاریخوں کو تقویم کا نام دیا گیا

سورج چاند اور ستارے بنیادی تقاویم ہیں

تحریر
[illegible]

وقت یا سال کہنے کو سہ حرفی لفظ ہیں مگر ان کے دامن میں کئی نسلوں اور تہذیبوں کے تذکرے ہیں۔ وقت ایک بہتا دھارا ہے جسے ماپنے کے لیے کوئی مخصوص آلہ نہیں۔ اقوام عالم میں اسے مختلف انداز سے متعین کیا گیا مثلاً زمین پر آدم علیہ السلام کی آمد سے، طوفان نوح علیہ السلام سے، نار خلیل اللہ سے، یوسف علیہ السلام کے مصر میں وزیر بننے سے، موسیٰ علیہ السلام کے خروج مصر سے، حضرت داؤد علیہ السلام سے، حضرت سلیمان علیہ السلام سے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے گویا ہر قوم اپنے اپنے علاقے میں کسی اہم واقعے کا سن کا نام دیتی رہی یہاں تک کہ حضور ﷺ کے سال ہجرت سے ہجری سال کا آغاز ہوا۔

گذرے زمانے کے حالات و واقعات کو محفوظ رکھنے اور آئندہ زمانے کے لین دین اور معاملات کی تاریخ متعین کرنے کے لئے سالوں کا گوشوارہ یعنی کیلینڈر نہایت ضروری ہے۔ ماضی اور مستقبل کے حساب کتاب کی ان تاریخوں کو تقویم کا نام دیا گیا ہے۔ دنیا میں کئی قسم کی تقاویم چلتی ہیں جن کا دارومدار تین چیزوں پر ہے جن میں نمایاں سورج، چاند اور ستارے ہیں۔ گویا شمسی قمری اور نجومی تین بنیادی تقاویم ہیں۔ ہمارے ہاں عیسوی اور ہجری دو سنین چلتے ہیں۔ عیسوی انگریزی اور ہجری اسلامی مہینوں کے نام سے جانے جاتے ہیں۔

وقت انسانی مٹھی میں تھامی خشک ریت کی مانند ہے اسے جتنا مضبوطی سے تھامنے کی کوشش کریں اتنا تیزی سے پھسلتا ہے ایسے میں عقلمندی کا تقاضا یہی ہے کہ مٹھی کھول کر ہاتھ کو پیالے کی طرح اس عظیم رب کے سامنے دعائے خیر کے لیے پھیلا دیں جس نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر دنیا میں اپنے نائب کے درجے پر فائز کر دیا مگر اس انسان نے بچپن کے ابتدائی سال تو کم علمیوں اور نادانیوں کی نظر کر دیئے۔ لیکن جوانی میں اپنے مقصد تخلیق سے ناآشنائی گذرتے ہوئے ماہ و سال کو لوٹا نہیں سکتی اگر ایسا ہی رہا تو بڑھاپے میں متعدد بیماریوں کا شکار ہو کر باقی ماندہ سال پچھتاووں کی نظر ہو جائے گا۔ بقول امجد اسلام امجد

سبھی سمندر کہا تو نے جو بھی سنا، ہر نہ سمجھے
جوانی کی ندی میں تھا تیز پانی، ذرا پھر سے کہنا

ہمیں احساس ہی نہیں ہوتا کہ دنیاوی زندگی تو فانی ہے جو گنتی کے چند سالوں پر محیط ہے جس میں ہم لامحدود خواہشات اور آرزوؤں کے جال میں ایسے جکڑتے ہیں کہ وقت مرگ ہی ہوش آتا ہے

اب کے دسمبر ماہ ربیع الاول میں آ کر ہمیں جھنجھوڑ رہا ہے کہ محمد عربی ﷺ سے وفا کرلو خدا تعالیٰ تو اپنے بندوں کی بخشش کا کوئی موقع جانے نہیں دیتا اُس کی بارگاہ میں ذرا برابر نیکی کا عمل بھی رائیگاں نہیں جاتا۔

شیخ سعدیؒ نے بڑی خوبصورت بات کہی ہے:

در جوانی توبہ کردن شیوہ پیغمبری
وقت پیری گرگ ظالم می شود پرہیزگار

جوانی میں توبہ کرنا پیغمبروں کا شیوہ ہے بڑھاپے میں تو ظالم بھیڑیا بھی پرہیزگار بن جاتا ہے۔

وقت کا پہیہ دن، ماہ و سال کی شکل میں رواں دواں ہے تقریباً 40 ہزار سال قبل سے دنیا کی تمام تہذیبوں میں ہر نئے سال کو بطور جشن منایا جاتا رہا ہے۔ 31 دسمبر کو نئے سال کی تقریبات کا باقاعدہ آغاز ہوجاتا ہے بلکہ بعض جگہوں پر تو پورا دسمبر نئے سال کے جشن کے پروگراموں کی ترتیب و تنظیم میں گذرتا ہے۔ گریگورین کیلنڈر کے مطابق یکم جنوری سے نئے سال کا آغاز ہوتا ہے قبل از مسیح روم میں جولین کیلنڈر کے تحت یہ دن جینس نامی دیوتا (جو شروعات اور گذرگاہوں کا خدا مانا جاتا تھا) کے نام پر پہلے مہینے کا نام جنوری رکھا گیا۔ اسی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے بہت سے دیگر ممالک کی طرح ہم بھی 31 دسمبر کی رات کو آتش بازی اور جشن مناتے ہیں۔ عیش و نشاط کی محفلوں اور رنگ برنگے سے نئے سال کا آغاز کرتے وقت یہ بھول ہی جاتے ہیں۔

غافل تجھے گھڑیال دیتا ہے منادی
گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور بیتادی

ہمیں احساس ہی نہیں ہوتا کہ دنیاوی زندگی تو فانی ہے جو گنتی کے چند سالوں پر محیط ہے جس میں ہم لامحدود خواہشات اور آرزوؤں کے جال میں ایسے جکڑتے ہیں کہ وقت مرگ ہی ہوش آتا ہے کہ

عمر دراز مانگ کر لائے تھے چار دن
دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں

اے فانی بشر! کبھی دسمبر کے آخری دنوں میں اپنے بیتے برس کا احتساب بھی کیا ہے کہ خالق جہاں نے اس سارے سال میں تجھے کن کن نعمتوں سے نوازا؟ اور تو پھر بھی کہاں کہاں اس کی حکم عدولی کا مرتکب ہوا؟ تیرا ہر آنے والا سال تجھے ابدی منزل کے قریب لے جارہا ہے جہاں تیرا پور پور کا حساب لیا جائے گا۔ اس جہان انتظار میں قدم قدم پر دفاتر شمار و ماہ و سال و یوم وہفت کھل جائیں گے، کتاب عمر کے ہر برس کے ورق الٹ جائیں گے تو کیا جشن سال نو کی محفلوں کے تذکرے تمہیں بچا پائیں گے۔

عمر رواں کے بیتے سالوں پر ایک طائرانہ نظر ڈالیں تو احساس ہوتا ہے ہم تہی دامن ہیں۔ یقین وگماں یا امید وخوف کے وسوسوں کے سوا کچھ نہیں۔ اب کے دسمبر ماہ ربیع الاول میں آ کر ہمیں جھنجھوڑ رہا ہے کہ محمد عربی ﷺ سے وفا کرلو خدا تعالیٰ تو اپنے بندوں کی بخشش کا کوئی موقع جانے نہیں دیتا اس کی بارگاہ میں یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ یعنی ذرا برابر نیکی کا عمل بھی رائیگاں نہیں جاتا۔ آج ہی اپنی زندگی کے باقی ماندہ سالوں کی منصوبہ بندی اچھے طریقے سے کرلو۔ آنے والے سال کا تخمینہ لگا کر جدول تیار کرو اور اپنی منزل کے اہداف متعین کرکے نئے سال کے سفر کا آغاز کرو کیونکہ

جوانی میں توبہ کرنا پیغمبروں کا شیوہ ہے بڑھاپے میں تو ظالم بھی پرہیزگار بن جاتا ہے۔

رو میں ہے خش عمر کہاں دیکھیے تھمے
نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں

☆☆☆☆☆

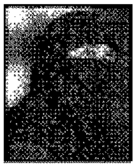

اوائل عمر میں فیصلہ کیا کہ فلاحی کام کرنے ہیں: ڈاکٹر شاہدہ نعمانی

قائد محترم کی اس بات کا بہت اثر ہوا کہ تصوف کے بغیر تحریک تخریب ہے

میرا پی ایچ ڈی کا مقالہ عالمی مذاہب میں پیشہ وارانہ سماجی بہبود کے تصور کا تقابلی جائزہ اور عصر حاضر میں اس کا اطلاق کے موضوع پر تھا

انٹرویو: ام حبیبہ ...... نازیہ عبدالستار

ڈاکٹر شاہدہ نعمانی منہاج القرآن ویمن لیگ کی ابتدائی رہنماؤں میں سے ہیں۔ آپ منہاج القرآن ویمن لیگ کے 29 سالہ سفر میں شریک رہی ہیں سوشل ورکر کی حیثیت سے بھی سوسائٹی میں نمایاں مقام رکھتی ہیں اور یونیورسٹی آف ویٹری سائنسز میں بطور پروفیسر خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔ منہاج القرآن ویمن لیگ کے یوم تاسیس کی مناسبت سے اس ماہ راہ نوردشوق میں آپ کا انٹرویو شائع کیا جارہا ہے۔

س: منہاج القرآن ویمن لیگ سے منسلک ہونے کی وجہ کیا تھی؟

ج: میں بنیادی طور پر ایک سوشل ورکر ہوں بچپن سے اپنی حساس طبیعت کی بناء پر معاشرے کا کرب، انسانوں کے دکھ اور نظام کا استحصال قلب و ذہن کو متاثر کرتا تھا بہت چھوٹی عمر میں میں نے یہ سوچ لیا تھا کہ میں نے انسانوں کی فلاح کے لیے کام کرنا ہے پھر قائد محترم کی فکرونظریہ سے آگاہی ہوئی ان کے فلسفہ انقلاب نے زندگی کو ایک نئی جہت دی۔ میں نے سوچا کہ میں اپنی زندگی میں سوشل ورک کے ذریعے کتنے لوگوں کی مدد کرسکوں گی چند، سو یا ہزار؟ اگر نظام کی تبدیلی کے لیے کام کیا جائے تو ایک فلاحی معاشرے کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے یہ نقطہ فکرتحریک سے وابستگی کی بنیاد بنا خواتین کا کردارتحریک میں روز اول سے بڑا کلیدی رہا۔ قائد محترم نے جتنی توجہ اور سرپرستی اس فورم کو دی دینی جماعتوں میں اس کی مثال ناپید ہے اسی بناء پر ویمن لیگ سے وابستگی جو قائم ہوئی سو قائم ہے۔

س: کراچی شہر میں کام کے حوالے سے آپ کا تجربہ کیسا رہا، مشکل یا آسان؟

ج: کراچی سے کام کا آغاز کیا۔ ابتداء میں کالجز میں کام کیا کرتے تھے پھر علاقوں میں کام شروع کیا پھر اس کے بعد پاکستان کے مختلف شہروں میں کام کا موقع ملا ہر شہر میں کام کا مزاج کچھ نہ کچھ مختلف ہوتا ہے اسی طرح ہر شہر میں مشکلات بھی منفرد ہوتی ہیں۔ کراچی سے مزاج شناس ہونے کی وجہ سے وہاں کے کام میں بہتر نتائج پیدا کرسکی بلکہ راز کی بات تو یہ ہے قائد محترم کی ایک بات پلے سے باندھی کہ تصوف کے بغیر تحریک تخریب بن جاتی ہے۔ اپنی ٹیم کی تشکیل بنیاد تصوف کے اصول پر رکھی ذات کی نفی سے آغاز سفر اور تحریکی کام کو ان وظائف کا درجہ دیا جس کا انجام وصل کی منزل ہے یوں مشکل بھی راحت ہوگئی۔

س: منہاج القرآن ویمن لیگ کے آغاز کے وقت ابتدائی مشکلات کیا تھی؟

ج: چونکہ میں نے کام کی ابتداء کراچی سے کی اس دور میں

اگر نظام کی تبدیلی کے لیے کام کیا جائے تو ایک فلاحی معاشرے کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے یہ نقطہ فکر تحریک سے وابستگی کی بنیاد بنا خواتین کا کردار تحریک میں روز اول سے بڑا کلیدی رہا۔

قتل و غارت گری عروج پر تھی اکثر علاقے میں کرفیو لگا ہوتا لیکن میرا جنون مجھے ایک دن بھی گھر بیٹھنے کی اجازت نہ دیتا تھا اکثر فائرنگ میں بھی گذرنا پڑتا۔ شہر بند ہونے کی صورت میں اسٹاپ پر گھنٹوں پھنس جاتے ان اسباب کی بناء پر خاندان میں مخالفت کا سامنا کرنا پڑا پھر وسائل کی کمی،لٹریچر کی کمی، ٹرانسپورٹ کا نہ ہونا سب سے بڑھ کر خواتین کے کام کو ایک انقلابی مزاج دینے کے لیے مشکل حالات سے گزرنا پڑا۔

س: اپنے Ph.D کے مقالے کے حوالے سے بتائیں؟

ج: میرے مقالے کا موضوع ''عالمی مذاہب میں پیشہ وارانہ سماجی بہبود کے تصور کا تقابلی جائزہ اور عصر حاضر میں اس کا اطلاق'' ہے۔ اس میں الہامی مذاہب اسلام، عیسائیت اور یہودیت اور غیر الہامی مذاہب ہندومت اور بدھ مت میں سماجی و فلاحی تصور کا جائزہ لیا ہے کہ مذاہب سماجی بہبود کے حوالے سے کیا نظریہ رکھتے اور عصر حاضر سماجی فلاحی اور سماجی تغیر کے اطلاق کے لیے کن اوصاف کا تعین کرتے ہیں اس موضوع کے انتخاب کا سبب بھی یہی تھا کہ ان عوامل کو تحقیق کے ذریعے تلاش کیا جائے جو اقوام عالم میں پائیدار مثبت تبدیلی کا باعث بنیں ان کی روشنی میں ایک سماجی تحریک کی بنیاد ڈالی جائے۔

س: Woice کے مقاصد اور پروجیکٹس کیا ہیں؟

ج: Woice ویمن لیگ کی ایک نئی جہت ہے جس کا مقصد خواتین کو سماجی شعبہ میں خدمات فراہم کرنا ہے اور معاشرے کو کامیاب و ہنر مند خواتین دینا ہے جو تعمیر پاکستان میں اپنا کردار ادا کریں اس کے پروجیکٹس میں کفالت، خود کفالت خواتین کو چھوٹے روزگار فراہم کرنا، یتیم بچیوں کے لیے بیت الزہرہ کا قیام اور Skill develope سینٹر کے منصوبے شامل ہیں۔

س: معاشرے میں خواتین کے مقام کو مستحکم کرنے کے لیے آپ کیا تجاویز دیتی ہیں؟

ج: معاشرے میں خواتین کو اپنے مقام کو مستحکم کرنے کے لیے تعلیم کو فروغ دینا ہوگا ساتھ ہی ساتھ کردار کو مضبوط کرنا ہوگا کیونکہ علم اور کردار اعتماد دیتا ہے جس کے ذریعے خواتین اپنے مقام کو مستحکم کرکے معاشرے کی ترقی میں اپنا کردار ادا کرسکتی ہیں۔

س: قائدمحترم کی وہ خوبی جس نے آپ کو بہت متاثر کیا ہو؟

ج: قائدمحترم نے ہماری جو فکری نظریاتی سمت متعین فرمائی ہے۔ اس نے ہماری زندگیاں سنوار دی ہیں۔

س: آپ اپنی دیگر NGO's کے بارے میں بتائیں؟

ج: اپنی Ph.D کی تکمیل کے بعد لاہور کالج یونیورسٹی میں ایک سال اور اب یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینمل سائنسز میں بطور اسسٹنٹ پروفیسر تدریسی ذمہ داریاں ادا کررہی ہوں یونیورسٹی میں چائلڈ ایجوکیشن پروجیکٹ اور ہیلپنگ ہینڈ کے نام سے فلاحی پروجیکٹ کا آغاز کیا ہے تاکہ طلباء کو علم کے ساتھ ساتھ سماجی کام کی تربیت بھی دی جاسکے اس کے علاوہ شعور کے نام سے ایک NGO چلارہی ہوں جو بیداری شعور، غربت، چائلڈ لیبر، کفالت روزگار کی فراہمی، ناگہانی آفات میں امداد اور دیگر شعبوں پہ کام کررہی ہے۔ کراچی اور دیگر شہروں میں اس کا نیٹ ورک ہے اب لاہور میں کئی یونیورسٹیز کے تقریباً 50 سے زائد طلباء میرے ساتھ ہیں اور ان میں اضافہ ہوتا جارہا ہے اس کے علاوہ وسیلہ ویلفیئر فاؤنڈیشن میں بطور صدر خدمات دے رہی ہیں جس کا فوکس دیہی علاقے ہیں اور 100 سے زیادہ دیہی علاقوں میں اپنی خدمات کا دائرہ وسیع کرچکی ہے اس استحصالی نظام میں جو قوم کا حشر کردیا ہے جتنا بھی کام کیا جائے کم ہے حل صرف اور صرف نظام میں تبدیلی ہے۔

س: آپ مشن میں کن شخصیات سے متاثر رہیں؟

ج: میں بڑے بھائی شمس المصامی کا میری تربیت میں بڑا ہاتھ ہے انہوں نے سب سے پہلے قائدمحترم کی کیسٹس مجھے سنوائی

مشن کی راہ میں آنے والی مشکلات میں سہارا دیا اس کے علاوہ تنویر قریشی شہید، پروین مصطفوی، مسز مہاجر تحریکی بہنوں اور بھائیوں کا ساتھ رہا جو میرا خاندان ہیں جنہوں نے مجھے طویل بیماری میں استقامت سے کھڑے رہنے کا حوصلہ دیا۔

س: کامیاب زندگی کا راز کس چیز میں ہے؟

ج: اخلاص آپ کی زندگی کو کامیاب کرتا ہے ورنہ سب مایا ہے۔

س: کوئی ایسا واقعہ بتائیں جو مشن سے وابستہ دیگر بہنوں کے لیے سبق آموز ہو؟

ج: مشن کی حقانیت پر زندگی کا لمحہ لمحہ گواہ ہے کہ جب ہم خدمت دین میں لگ جاتے ہیں تو رب کیسے ہمارے کام سنوارتا ہے جب ہم دنیا کی دولت سے بے نیاز ہوجاتے ہیں تو وہ کیسے ہمارے قدموں میں آگرتی ہے جب آپ خواہشات نفس چھوڑتے چلے جاتے ہیں تو آپ کی روح کی پرواز کیا ہوجاتی ہے آپ کا اخلاص آپ کو سربلند کرتا ہے۔ سن 2000ء میں مجھے multiple Sclerosis کا پہلا اٹیک ہوا ایک کان کی سماعت ختم ہوگئی جسم کا بیلنس ختم ہوگیا چند سالوں میں دوسرا اٹیک Diplopia ہوا طبیعت انتہائی خراب ہوگئی اور علاج مرض کے بعد خدا سے صرف یہ التجا کی بستر پر نہ مارنا جب مروں تو مشن کا کام کرتے ہوئے مروں۔

اپنی راہوں میں مجھے اتنا چلانا یارب
کہ سفر کرتے ہوئے گرد سفر ہوجاؤں

مشن کا صدقہ ہے کہ زندہ بھی ہوں Ph.D بھی کرلی، یونیورسٹی میں پروفیسر بھی ہوگئی، اس بیماری کے ساتھ ڈاکٹرز کے مطابق یہ ناممکنات میں سے تھا، میری کیا اوقات قبلہ قائد محترم کی نگاہ التفات ہے۔

س: ویمن لیگ کے ابتداء سے اب تک کے سفر کو آپ کیسے دیکھتی ہیں؟

ج: ویمن لیگ کا قافلہ اپنے جذبوں، عزم و ہمت کے ساتھ سوئے منزل رواں دواں ہے۔ ویمن لیگ کا کام نہ صرف خواتین میں خدمت دین کرنا ہے بلکہ اس قافلہ میں شامل ہوکر

معاشرے میں خواتین کو اپنے مقام کو مستحکم کرنے کے لیے تعلیم کو فروغ دینا ہوگا ساتھ ہی ساتھ کردار کو مضبوط کرنا ہوگا کیونکہ علم اور کردار اعتماد دیتا ہے جس کے ذریعے خواتین اپنے مقام کو مستحکم کرکے معاشرے کی ترقی میں اپنا کردار ادا کرسکتی ہیں۔

اس کی رفتار کو بڑھانا اور تحریک کے فروغ میں اپنا کردار ادا کرنا بھی ہے۔ اپنے تمام عیب و ہنر کے ساتھ مجموعی طور پر ویمن لیگ اپنا یہ کردار ادا کرنے میں کامیاب رہی ہے۔ تحفظ ناموس نسواں کنونشن ویمن لیگ کی ابتداء میں ایک بڑی کامیابی یہ بھی جس کے بعد کام کو ایک نئی جہت ملی۔ ہماری تحریکی بہنیں مال سے لے کر جان تک ہر قربانی کے امتحان میں پوری اتری ہیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ اپنے مقاصد، نوعیت اور نتائج کے اعتبار سے یہ خواتین کی سب سے بڑی جماعت ہے۔ ہماری تحریکی بہنوں کی وابستگی اور قربانیوں کی ایسی ایسی داستانیں ہیں جن کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ رب تعالیٰ اس قافلے کو روز افزوں ترقی عطا فرمائے۔ منزل انقلاب کا ہراول دستہ بنائے۔ قائد کے سامنے سرخرو کرے۔ آمین

س: دختران اسلام کی خواتین کے لیے کوئی پیغام دینا چاہیں

ج: دختران اسلام کی قارئین کے لیے یہی پیغام ہوسکتا ہے دختران اسلام ہوجائیں زندگی میں اس سے بڑا کوئی اعزاز نہیں کوئی عہدہ کوئی ڈگری اس سے بڑھ کر نہیں، خدمت دین اور خدمت انسانیت کو اپنا مشن بنالیں اپنی ذات کے خول سے باہر نکل کر للّٰہیت کے ساتھ رسول پاکؐ کے دین کی سربلندی کے لیے اپنا آپ وقف کردیں مستحکم ارادہ بہتر منصوبہ بندی اور جہد مسلسل منزل کا یقین یہی زاد سفر ہے اپنے ظاہرو باطن کو حضوری کی کیفیت میں رکھیں حضرت بی بی فاطمہؓ کے فقر کو مشعل راہ بنائیں۔

☆☆☆☆☆

گلدستہ

مرتبہ: عابدہ قاسم

اصلاح

ہر منزل میں کوئی نہ کوئی کانٹا ضرور ہوتا ہے۔
ہر کانٹے میں کوئی نہ کوئی راز ضرور ہوتا ہے۔
ہر راز میں کوئی نہ کوئی امتحان ضرور ہوتا ہے۔
ہر امتحان میں کوئی نہ کوئی تجربہ ضرور ہوتا ہے۔
ہر تجربے میں کوئی نہ کوئی سبق ضرور ہوتا ہے۔
ہر سبق میں کوئی نہ کوئی جستجو ضرور ہوتی ہے۔
ہر جستجو میں کوئی نہ کوئی راستہ ضرور ہوتا ہے۔
ہر راستے میں کوئی نہ کوئی مسئلہ ضرور ہوتا ہے۔
ہر مسئلے کا کوئی نہ کوئی حل ضرور ہوتا ہے۔
ہر حل میں کوئی نہ کوئی اصلاح ضرور ہوتی ہے۔

(حدیقہ بتول۔۔۔۔۔راولپنڈی)

اقوال زریں

☆ نیک بننے کی کوشش ایسے کرو جیسے حسین بننے کی کوشش کرتے ہو۔

☆خامیوں کا احساس کامیابیوں کی کنجی ہے۔

☆جس کا علم نہیں اسے مت کہو ،جس چیز کی ضرورت نہیں اسکی جستجو مت کرو،اور جو راستہ معلوم نہیں اس پر سفر مت کرو۔ (سقراط)

☆جس گھر میں کتابیں نہیں روح سے خالی جسم کی مانند ہے۔(سقراط)

☆حکمت کے دروازے ہم پر تب کھلنا شروع ہوتے ہیں جب ہم یہ جان لیتے ہیں کہ ہم زندگی کے بارے میں، اپنے بارے میں، اس دنیا کے بارے میں کچھ زیادہ نہیں جانتے۔(سقراط)

☆لوہا لڑائی کے وقت سونے سے بہتر ہوتا ہے مگر عقل و دانش ہر وقت سونے سے زیادہ قیمتی ہے۔(سقراط)

(عظمیٰ گل۔۔۔۔۔۔ایبٹ آباد)

اہم معلومات

۱۔ شہد کی مکھی کو سرخ رنگ نظر نہیں آتا۔
۲۔ شہد کی مکھی کی پانچ آنکھیں ہوتی ہیں۔
۳۔ کوئل ایک ایسا پرندہ ہے جو گھونسلہ نہیں بناتا۔
۴۔ اگر بچھو کے گرد آگ لگا دی جائے تو وہ اپنے سر کو خود ڈس لیتا ہے۔
۵۔ ناشپاتی کا درخت تین سو سال تک پھل دے سکتا ہے۔
۶۔ چھینک کو روکنے کی کوشش میں گردن یا دماغ کی شریان پھٹنے سے موت واقع ہو سکتی ہے۔
۷۔ دنیا میں سب سے زیادہ آتش فشاں پہاڑ انڈونیشیا میں واقع ہیں۔

(نائلہ شہزادی۔۔۔۔بھکر)

اقوال "باب مدینۃ العلم" حضرت علی المرتضیٰؓ

☆ اس شخص پر تعجب ہوتا ہے کہ جو توبہ کی گنجائش ہوتے ہوئے مایوس ہو جائے۔

☆ سب سے معمولی درجے کا علم وہ ہے جو زبان پر ہو اور بلند ترین وہ جو اعضاء و جوارح (عمل) سے ظاہر ہو۔

☆ دنیا کی مثال سانپ کی سی ہے کہ چھونے میں نرم اور اس کے پیٹ میں خطرناک زہر ہوتا ہے۔نا سمجھ جاہل

(دیکھ کر)اس پر ٹوٹ پڑتا ہے اور صاحبِ عقل و دانشمند اس سے ڈرتا ہے۔

☆ میں اسلام کی وہ تعریف کر رہا ہوں جو مجھ سے پہلے کوئی نہیں کر سکا۔ اسلام سپردگی ہے اور وہ یقین ہے جو تصدیق ہے اور تصدیق اقرار ہے اور اقرار ادائے فرض ہے اور ادائے فرض عمل ہے۔

☆ باہمی محبت اور میل جول پیدا کرنا عقل کا نصف حصہ ہے۔

☆ پریشانی وغم بھی آدھا بڑھاپا ہے۔

☆ وہ تھوڑا سا عمل جس میں ہمیشگی ہو اس زیادہ سے بہتر ہے جو دل کی تنگی کا باعث ہو۔

(صباحت صابر۔۔۔اوکاڑہ)

فراقِ رسول ﷺ اور حضرت عبداللہ بن زیدؓ

سرکار دو جہاں ،امام الانبیاء ،احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ جب اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے تو صحابہ کرامؓ پر غم و آلام کا ایک کوہِ گراں ٹوٹ گیا۔حضرت عبداللہ بن زیدؓ کے بارے میں منقول ہے کہ جب انہیں ان کے بیٹے نے حضور ﷺ کے وصال مبارک کی خبر دی تو اس وقت آپ اپنے کھیتوں میں کام کر رہے تھے۔آپ ﷺ کے وصال کی خبر سن کر وہ غمزدہ ہو گئے اور بارگاہ الٰہی میں ہاتھ اٹھا کر انہوں نے اسی وقت یہ دعا مانگی:

اللھم اذھب بصری حتی لا ادری بعد حبیبی محمد ا احدا.

(اے اللہ میری بینائی اچک لے کیونکہ میں اپنے حبیب محمد ﷺ کے بعد کسی کو دیکھنا نہیں چاہتا)

(عسقلانی،الاصابہ فی تمیز الصحابہ،۴:۱۸۷)

(فاخرہ رانی۔۔۔ پنڈی بھٹیاں)

ایرانی آلو مکس کباب

اشیاء: آلو آدھا کلو ابلے ہوئے۔چکن ایک پیالی ابلا ہوا۔پیاز دو عدد۔انڈے دو عدد۔لہسن دو بڑے چمچ۔گرم مصالحہ ایک بڑا چمچ۔ سرخ مرچ ایک بڑا چمچ۔نمک حسبِ ذائقہ۔ادرک ایک بڑا چمچ۔ پسا ہوا انار دانہ ایک بڑا چمچ۔خشک دھنیا ایک بڑا چمچ۔پودینہ۔تیل ایک پیالی۔دہی آدھا کپ۔

ترکیب: گوشت کے ریشے کر لیں اور آلوؤں کو پیس لیں ۔پیاز پیس کر آلو اور گوشت میں مکس کر لیں،پھر نمک،گرم مصالحہ،دہی،سبز دھنیا،ادرک اور پسا ہوا انار دانہ ملا کر اچھی طرح مکس کریں اور آمیزے کی گول ٹکیاں بنا کر انڈے میں ڈبو کر آئل میں تل لیں۔

(آمنہ اعظم۔۔۔۔۔آزاد کشمیر)

بال لمبے کرنے کا آسان طریقہ

ناریل کے تیل میں کلونجی کا پاؤڈر ڈال کر تیل دو گھنٹے سر پر لگائے رکھنے سے بال لمبے اور گھنے ہوں گے۔

ناریل کے تیل میں لیموں کا رس ملا کر بالوں میں لگانے سے بال گھنے ہوں گے۔

پھلوں سے فیشل

سیب کے گودے کو تھوڑے سے گرم پانی میں مکس کریں ۔اسکے بعد اس میں لیموں کا رس ڈال کر سکن پر 15 سے 20 منٹ سکن پر سکرب کی طرح استعمال کریں پھر چہرہ دھو ڈالیں۔اسی طرح امرود کے گودے کو گرم پانی میں ڈال کر مکس کر کے 15 سے 20 منٹ سکرب کی طرح استعمال کریں اور اس کے بعد چہرہ دھو ڈالیں۔آخر میں کیلے کے گودے کو سکن پر ماسک کی طرح لگائیں اور سوکھنے پر دھو ڈالیں۔

آسان فیشل اور آپ کی سکن فریش

(کنول ریاض۔۔۔۔ٹوبہ ٹیک سنگھ)

☆☆☆☆☆

منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیر اہتمام کڈز میلاد فیسٹیول

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی خصوصی شرکت

رپورٹ
نازیہ عبدالستار

کڈز فیسٹیول کے انعقاد کا مقصد سیرت رسول ﷺ کو بچوں سے روشناس کروانا تھا

مورخہ 9 اور 10 دسمبر 2017ء کو منہاج القرآن ویمن لیگ کے ذیلی پروجیکٹس ایگرز اور وائس کے زیراہتمام چلڈرن کمپلیکس لاہور میں 2 روزہ ''کڈز میلاد فیسٹیول'' منعقد ہوا، جس کا مقصد سیرت الرسول ﷺ کے اہم گوشوں کو بچوں میں متعارف کروانا تھا۔ فیسٹیول کے پہلے روز ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، خرم نواز گنڈا پور، بریگیڈیئر (ر) اقبال، جنرل (ر) غلام مصطفیٰ، بیگم پروین سرور، جنزل (ر) محمد شفیق، بریگیڈیئر (ر) فاروق حمید، بہار بیگم، انور رفیع، پروین گل، سہیل وڑائچ نے شرکت کی۔ محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے کہا کہ منہاج القرآن نے میلاد کے انعقاد کو دینی روایت کی حیثیت سے متعارف کروایا ہے۔ ناظم اعلیٰ TMQ خرم نواز گنڈا پور نے اپنی گفتگو میں کہا کہ میلاد فیسٹول سے ہمیں اپنا کلچر متعارف کرانے میں مدد ملے گی۔ جبکہ تحریک منہاج القرآن کے بانی و سرپرست اعلیٰ و سربراہ عوامی تحریک شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے فیسٹیول کا آخری روز دورہ کیا اور مختلف سٹالز پر گئے انکے ہمراہ خواتین رہنما فضہ حسین قادری، فرح ناز، عائشہ مبشر، افنان بابر، زینب ارشد، ایمن یوسف و دیگر شریک تھیں۔ قومی کرکٹ ہیرو عبدالقادر، چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین، آزاد کشمیر قانون ساز اسمبلی کے ممبر غلام محی الدین دیوان، جہاں آراء وٹو، وجاہت یوگی، کورین سماجی رہنما کنگ چل میتھو نے مہمان خصوصی کی حیثیت سے کڈز فیسٹیول میں شرکت کی۔

شرکائے کڈز فیسٹیول سے خطاب کرتے ہوئے سربراہ عوامی تحریک ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے کہا کہ بچوں کے صحت مند، تربیتی، اصلاحی، تعمیری، تفریحی سرگرمیوں کی آج ضرورت ہے۔ بالخصوص بچوں اور خواتین کی تعلیمی، تفریحی سرگرمیوں پر اشد توجہ کی ضرورت ہے۔ تحریک منہاج القرآن نے آج سے 35 سال قبل خواتین کی امپاورمنٹ کیلئے پاکستان سمیت دنیا بھر میں جدوجہد کا آغاز کیا اور اسلام کا یہ پیغام دیا کہ معاشرتی ترقی کیلئے خواتین کا مردوں کے شانہ بشانہ تعلیمی، علمی، صنعتی، فلاحی کردار ناگزیر ہے کیونکہ بچے کی تعلیم و تربیت کا آغاز ماں کی گود سے شروع ہو جاتا ہے۔ والدین کے رویے اخلاقی، تعلیمی معیار کا بچے کی صحت اور رویوں پر گہرا اثر ہوتا ہے۔ بچے سب سے پہلے والدین اور پھر سوسائٹی سے سیکھتے ہیں اگر ہم ایک اچھے، مہذب اور ترقی یافتہ معاشرہ کی تشکیل چاہتے ہیں تو ہمیں اچھی مائیں پیدا کرنا ہونگی انہوں نے شاندار کڈز فیسٹیول کے انعقاد پر تحریک منہاج القرآن ویمن لیگ کو مبارکباد دی۔

تقریب کے اختتام پر منہاج القرآن ویمن لیگ کے ذیلی شعبہ eagers ایگرز کے اجراء کی خوشی میں کیک بھی کاٹا گیا۔ کڈز فیسٹول میں خواتین اور بچوں کی دلچسپی سے متعلق سٹال لگائے گئے تھے۔ MES اور آغوش کے بچوں نے مختلف پرفارمنس کا مظاہرہ کیا۔ کڈز فیسٹیول میں اسلامی تاریخی عمارات کے دیدہ زیب ماڈل رکھے گئے تھے اس موقع پر تصاویری نمائش کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔ ☆☆☆☆

نوٹ: ''بچوں کی تربیت اور والدین کی ذمہ داریاں'' کڈز فیسٹیول پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا مکمل خطاب ماہ فروری 2018ء کے شمارہ میں شائع کیا جائے گا۔

منہاج القرآن ویمن لیگ کے ذیلی شعبہ Eagers کے زیراہتمام 2 روزہ کڈز میلاد فیسٹیول کی تصویری جھلکیاں

Monthly
DUKHTARAN-E-ISLAM
JAN-2018
LAHORE
Regd CPL No.45

سیرت وفضائلِ نبوی ﷺ کے ذکرِ جمیل پر مشتمل عظیم ذخیرۂ علم

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

کے سینکڑوں خطابات کی DVDs، Audio CDs، VCDs

اور تصانیف سے استفادہ کیجیے

ایسا انسائیکلوپیڈیا جو دلوں کی ویران بستیاں آباد کرنے کے ساتھ ساتھ

ذہنِ جدید میں پیدا ہونے والے اِشکالات کے مدلّل جواب دیتا ہے

اور اِصلاحِ اَحوال واِحیائے اُمت کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔